

احمدیہ دسبریری کتابت

13

سیدنا بابا الحق

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی سید عبدالواحد صاحب مرحوم

امیر جماعت احمدیہ صوبہ بنگلہ - برہمن باڑیہ - ٹپرا۔

الذین جاہدو افینا لنہد ینہم سبلنا

ابہر حصرات صوفیہ کا قول ہے جذبہ من جذبات الحق
حدر من عمل النقای یعنی ایک کشش کششوں سے حق
بعالی کے بہتر ہے عمل سے جن اور انس کے پس بناء
عند نام اس رسالہ کا

جذبۃ الحق

رکھا گیا اس مہینہ مواف علام حضرت مولانا سید محمد
عبدالواحد صاحب امیر جماعت احمدیہ برہمن برہمہ کے
اے احمدی ہوئے کی زرباد نہایت مختصر طور پر

قلمبند ورمائی ہے



আহ্মদীয় মতবাদ সংক্রান্ত কতিপয় পুস্তক ।

1. **The Holy Quran** part I (English translation with Exhaustive notes.) Rs. 2.

2. **The Teachings of Islam** by the Promised Messiah and Mahdi, A Philosophical exposition of the fundamental principles of Islam. Rs. 1-8.

3. **Islamic Mode of Worship** (illustrated) by Hazrat Mirza Basheer-uddin, Mahmud Ahmed, Khali-fatul Masih. ০-8-8

4. **Ahmdiyat or the True Islam** by do. An exposition of original Islam as World-religion. Rs. 3 8-0

১। জ্ঞানাজ্ঞান । ইমাম মাহদীর আবির্ভাব সংক্রান্ত কতিপয় প্রশ্নের সমাধান । মোলানা সৈয়দ আবদুল ওবাহেদ প্রণীত । ১০

২। ধর্ম্মদমনয় । হজরত মসিহ মউদের উর্দূ বক্তৃতার বঙ্গানুবাদ । ১০/০

৩। তাহমদ চরিত : হজরত মসিহ মউদের সংক্ষিপ্ত জীবন চরিত । ১০

৪। আহ্মদীয়া মতবাদ । লণ্ডন ধর্ম্মমহাসভায় পঠিত হজরত খলিফাতুল মসিহর ইংরেজী বক্তৃতার বঙ্গানুবাদ । ১০/০

৫। এমামোজ্জামান । বর্তমান শতাব্দীর মোজাদ্দেদ নিকপণ সংক্রান্ত দশ হাজারী পুরস্কার পুস্তিকা । ১০/০

৬। ওফাতে মসিহ বা হজরত ঈসার স্বর্গারোহণ ১০

প্রাপ্তিস্থান—

ম্যানেজার—“আহ্মদী” কার্যালয়,
২৯এ এসমাইল ষ্ট্রাট—পোঃ ইটালী, কলিকাতা ।

ম্যানেজার—আজমুন আহ্মদীয়
ব্রাহ্মণবাড়ীয়া—ত্রিপুরা ।

جاننا چاہئے کہ سابق میں خاکسار اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور سے جو حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکہ معظمہ قدس سرہ کے شاگرد تھے بیعت کر کے طریقہ محمدیہ میں جو حضرت سید احمد صاحب دہلوی قدس سرہ کا طریقہ ہے مدسلک تھا۔ اور حضرت سید احمد قدس سرہ تدریس صدی ہجری کے مجدد امت محمدیہ علی نبیہا الصلوٰۃ والتحدیہ ماے ملت تھے۔ لکن جب زبرہون صدی آخر ہوئے لگی اور زبرہون صدی آئے لگی تب خاکسار کو زبرہون صدی کے مجدد جدید کا خیال دامنگیر ہوا کہ عنقریب کوئی دوسرے مجدد طاہر ہوگا اور اس بارے میں کچھ تحسس و تفحص بھی عمل میں لانا کیونکہ ہر ایک صدی کے سرے پر مجدد جدید کا ظاہر ہونا ایک معمولی بات ہے۔ نفحوی حدیث مشہور ان اللہ دعوت اذا الامۃ علی راس کل ماۃ سنۃ من یجد ماہا دیہا (مشکوٰۃ) دعویٰ تحقیق اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائیگا واسطے اس امت کے اوپر سر ہر سو برس کے اس شخص کو کہ نجدد کرے واسطے اس کے دین اسکا۔ چہاں کہ گذشتہ صدیوں میں ہوتے

بسم الله الرحمن الرحيم

بحمد الله العظيم واصلی وصالیم علی رسولہ اکرمہ

وجہ تالیف

چونکہ اندر حصوات بہت دنوں سے خاکسار سے اسے احمدی ہوئے ہی زیادہ فلامند کرنے کے لئے اشتیاق ظاہر کرے ہے لیکن خاکسار مواقع چند در چند ہی وجہ سے اس کی تکمیل نہ کر سکتا تھا۔ اب حوالہ دہائی کا خانمہ نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ کب پیغام احل آجائے لہذا ناچار بہایت محنت و کوشش سے باوجود احق کمال صغف و نقاہت کے قلمبند کرتا ہوں تاکہ بادگار رہ جارے اور طالبان حق کے لئے راہ بر ہو۔ اول ازل تو وہ ارادہ تھا کہ کسی قدر بسط کے ساتھ لکھوں لیکن اس وقت بوجہ لحوق امراض گونا گوں و کمال ضعف و نقاہت نہایت محدود لکھتا ہوں کہ مالا یدر کہ لایذکر کہ مثل مشہور ہے ومن الله التوفيق

جاننا چاہئے کہ سابق میں خاکسار اپنے والد ماجد مرحوم (مغفور سے جو حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکہ معظمہ قدس سرہ کے شاگرد تھے بیعت کر کے طریقہ محمدیہ میں جو حضرت سید احمد صاحب دہلوی قدس سرہ کا طریقہ ہے منسلک تھا ۔ اور حضرت سید احمد قدس سرہ تیرہویں صدی ہجری کے مجدد امت محمدیہ علی نبیہا الصلوٰۃ والتحدیہ مانے جاتے تھے ۔ لیکن جب تیرہویں صدی آخر ہوئے لگی اور چودھویں صدی آئے لگی تب خاکسار کو چودھویں صدی کے مجدد جدید کا خیال دامنگیر ہوا کہ عنقریب کوئی دوسرے مجدد ظاہر ہوگا اور اس بارے میں کچھ نجسس و تفحص بھی عمل میں لایا کیونکہ ہر ایک صدی کے سرے پر مجدد جدید کا ظاہر ہونا ایک معمولی بات ہے ۔ بفحوائی حدیث مشہور ان اللہ دعوت اہدا اللہ علی راس کل مائتہ سنہ من یجد دینا دیہا (مشکوٰۃ) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ مبعوث فرماوگا واسطے اس امت کے اوپر سر ہر سو برس کے اس شخص کو کہ نجدید کرے واسطے اس کے دین اسکا ۔ جیسا کہ گذشتہ صدیوں میں ہوتے

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله العظيم ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

وجہ تالیف

چونکہ اندر حصرات بہت دنوں سے خاکسار سے اسے احمدی ہوئے ای زبداد فلمبند کرنے کے لئے اشتباہ ظاہر کرنے نہیں لیکن خاکسار مواقع چند در چند کی وجہ سے اس کی تکمیل نہ کر سکتا تھا۔ اب چونکہ زندگی کا خامہ نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ کب پیغام احل آجائے لہذا ناچار نہایت محنت و کوشش سے باوجود الحوق کمال ضعف و نقاہت کے قلمبند کرتا ہوں تاکہ بادگار رہ جارے اور طالبان حق کے لئے راہ بر ہو۔ اول ازل نو نہ ارادہ تھا کہ کسی قدر بسط کے ساتھ لکھوں لیکن اس وقت بوجہ لحوق امراض گونا گوں و کمال ضعف و نقاہت نہایت مختصر لکھتا ہوں کہ مالا یدر کلمہ لا یندر کہہ مثل مشہور ہے ومن الله التوفيق

جاننا چاہئے کہ سابق میں خاکسار اپنے والد ماجد
 مرحوم و مغفور سے جو حضرت شاہ محمد اسحاق محدث
 دہلوی مہاجر مکہ معظمہ قدس سرہ کے شاگرد تھے
 بیعت کر کے طریقہ محمدیہ میں جو حضرت سید احمد
 صاحب بیلوی قدس سرہ کا طریقہ ہے منسلک تھا -
 اور حضرت سید احمد قدس سرہ تیرہویں صدی ہجری
 کے مجدد امت محمدیہ علی نبیہا الصلوٰۃ والتحیہ مانے
 جاتے تھے - لیکن جب تیرہویں صدی آخر ہونے لگی
 اور چودھویں صدی آئے لگی تب خاکسار کو چودھویں
 صدی کے مجدد جدید کا خیال دامنگیر ہوا کہ عنقریب
 کوئی دوسرے مجدد ظاہر ہوگا اور اس بارے میں کچھ
 تجسس و تفحص بھی عمل میں لایا کیونکہ ہر ایک
 صدی کے سرے پر مجدد جدید کا ظاہر ہونا ایک
 معمولی بات ہے - بفکرای حدیث مشہور ان الله دعوت اذا
 الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجد دینا دیہا (مشکوٰۃ) یعنی تحقیق
 اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائیگا واسطے اس امت کے اوپر سر
 ہر سو برس کے اس شخص کو کہ تجدید کرے واسطے
 اس کے دین اسکا - جیسا کہ گذشتہ صدیوں میں ہوتے

بسم الله الرحمن الرحيم

بحمد الله العظيم ونصلى وسلم على رسوله الكريم

وجہ تالیف

چونکہ اکثر حضرات بہت دنوں سے خاکسار سے اپنے احمدی ہونے کی زیداد قلمبند کرنے کے لئے اسباق ظاہر کرتے تھے لیکن خاکسار موانع چند در چند کی وجہ سے اس کی تکمیل نہ کر سکا تھا۔ اب چونکہ رندگی کا خاتمہ نظر آتا ہے معارف بہین کہ کب پیغام احل آجائے لہذا ناچار بہایت محنت و کوشش سے باوجود اس وقت کمال ضعف و نقاہت کے قلمبند کرتا ہوں تاکہ یادگار رہ جاوے اور طالبان حق کے لئے راہ بر ہو۔ اول اول نو نہ ارادہ تھا کہ کسی قدر بسط کے ساتھ لکھوں لیکن اس وقت بوجہ لحوق امراض گونا گوں و کمال ضعف و نقاہت نہایت مختصر لکھتا ہوں کہ مالا بدرک گلہ لایند کہ مثل مشہور ہے ومن الله التوفيق

ے بس پیسے نہیں - ہاں ہو سکتا ہے کہ دس بیس
 روپیہ کی کتابیں خرید کر ہم آپ کو بھیجیں لیکن جبکہ
 ہم نزدیک والے اور عزیزوں کے لئے اس قدر خرچ
 نہیں کر سکتے تو آپ کے لئے جو اس قدر دیر کے رہے
 والے ہیں اور صرفہ الحال بھی ہیں روپیے خرچ کرنا
 مناسب نہیں خیال کرتے - میں آپ کے لئے بھیجوں تو
 بھیجوں کیا - کتابیں تو یہاں بہت ہیں - اور اخیر میں
 لکھا کہ اب مہربانی فرما کر فی الحال صرف پانچ روپیہ
 میرے پاس بھیجیں تو میں کچھ کتابیں مناسب
 حال اب کے انتخاب کر کے بھیجوں گا - حکیم صاحب
 ممدوح نے حضرت صاحب کے کچھ حالات بھی مختصر
 طور پر لکھ کر بھیجا تھا جس میں انہم اور لیکرام کے
 رافعات بھی کچھ تحریر تھے - اور ویو آف ریلجنز
 اردر کے چند رسالے بھی مفت روانہ کئے - وبل
 صاحب نے ان رسالوں کو لا کر میوے پاس ڈال دیا - پس
 وہ رسالے میرے پاس پڑے رہے اور کبھی کبھی میں
 ان میں سے کسی نہ کسی کو اٹھا کر دیکھ لیتا تھا
 اور دل میں کہتا تھا کہ اگر اس مدعی امام کی اپنے

تُرت گیا اور حقیقت دریافت کرنے کی طرف مجھے
 بڑی توجہ۔۔۔ ہو گئی آخرش میں نے رکیل صاحب کی
 طرف سے حکیم صاحب کو ایک پوست برد لکھا اس کا
 مضمون تھا کہ جن امام کے آب معتقد ہوتے ہوں
 ان کے کچھ حالات لکھیں اور ان کی لکھی ہوئی کچھ
 کتابیں بھی ارسال فرمائیں تا کہ ہم لوگ بھی انکے
 فیض سے مستفید ہو سکیں اسی انداز میں اِستغفار
 خود رکیل صاحب بھی آئے اور یہ دیکھ کر کہ میں نے
 ان کی طرف سے حکیم صاحب کو ایک پوست برد لکھا
 انہوں نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کتابوں کا
 کوئی رمی پی بھیجیں یہ بھی لکھ دیا چاہئے کہ
 حو کچھ بھیجیں ہدیۃ بھیجیں کیونکہ بغیر کچھ حقیقت
 دریافت کئے ہوتے ہم روپہ پیسہ خرچ نہیں کر سکتے
 پس میں نے بھی رکیل صاحب کے کہنے سے ویسا ہی
 لکھ دیا حکیم صاحب نے بڑے شرم سے اس خط کا
 جواب رکیل صاحب کو یہ لکھا کہ جب آپ دیکھتے ہیں
 کہ دنیا کا کوئی کام بغیر پیسے کے نہیں چلنا تو کہا
 دین اور خدا طلبی کی راہ میں خرچ کرے کے لئے

وکیل صاحب سے طلب کیا تھا وہی پانچ روپیہ
 خفیۃً میں حکیم صاحب کے پاس اپنے نام سے
 بھیجی۔ تا کہ حکیم صاحب کچھ کتابیں میرے
 نام پر روانہ کر دیں لیکن اسی انڈیا میں رسالہ
 رنوبٹ اف ریلیجنز کے ایک ٹائڈل پیج پر
 حصہ صاحب کی تصنیف کردہ کتابوں کی ایک
 فہرست دیکھنے میں آئی اس لئے حکیم صاحب
 کی مسطرت کی ضرورت نہ رہی بلکہ میں نے
 وہ راستہ خود ہی فائدہ ان سے تھوڑی سی
 کتابیں مثلاً ارالہ ارہام ہر دو حصہ - بحۃ گولڑیہ
 نشان آسمانی - لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ
 وغیرہ وغیرہ خریدی پیسہ لگا لی اور بہت
 ہی توجہ کے ساتھ ان کتابوں کو پڑھنے لگا اور
 جہاں جہاں اپنی دانست کے خلاف کچھ پاتا تھا
 حاشیہ پر نشان کرنا جاتا تھا تا کہ نظر ثانی
 میں اس کی اچھی طرح تحقیق کر سکوں اور
 بھی ایسا بھی نفاق ہوتا تھا کہ وہی کتاب
 پڑھتے پڑھتے شبہ دور ہو جاتا تھا ان کتابوں کو

صائب کی ہوئی کوئی کذاب یا رسالہ یا تحریر ہاتھ آئی تو حقیقت حال معلوم ہو جاتا - ان رسالوں کو الٹ بات کرتے کرتے یکا یک ایک دن حضرت صاحب ای ایک تحریر خاکسار ای نظر سے گذری - میں نہایت نوحہ کے ساتھ اس کو پڑھنے لگا طرہ تحریر سے ایک شان و عظمت ظاہر ہوئی تھی - پڑھتے پڑھتے اچانک ایک جگہ چونک سا انکھوں میں معلوم ہوا - پس آنکھوں کو ملکہ پھر پڑھنے لگا اور پھر ایسا ہی معلوم ہوا اور پھر انکھوں کو ملکہ پڑھنے لگا اور پھر وہی حالت ہوئی اب عدن کے عزم سے دیکھنا شروع کیا اب عذاروں کے اندر ایک روشنی سی معلوم ہوئی - میں نے دل میں کہا کہ اہل دُطل کی نو بہت سی تحریریں میں نے دیکھی ہیں - لیکن وہ کیفیت کسی میں نہیں پائی اہل باطل کے اہل طاعت سے پر ہرنے میں بہ روشنی ایسی - پھر حضرت صاحب کی کتابیں دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی اور ایک مرتبہ دل میں آیا کہ حکیم صاحب نے جو پانچ روپیہ

جاننا چاہئے کہ سابق عیسٰی خاکسار اپنے والد ماجد
 مرحوم و مغفور ہے جو حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب
 دہلوی مہاجر مکہ معظمہ قدس سرہ کے شاگرد تھے
 بیعت کر کے طریقہ محمدیہ میں جو حضرت سید احمد
 صاحب دہلوی قدس سرہ کا طریقہ ہے منسلک تھا۔
 اور حضرت سید احمد قدس سرہ تیرہویں صدی ہجری
 کے مجدد امت محمدیہ علی نبیہا الصلوٰۃ والتحیۃ مانے
 جاتے تھے۔ لیکن جب تیرہویں صدی آخر ہونے لگی
 اور چودھویں صدی آنے لگی تب خاکسار کو چودھویں
 صدی کے مجدد جدید کا خیال دامنگیر ہوا کہ عنقریب
 کوئی دوسرے مجدد ظاہر ہوگا اور اس بارے میں کچھ
 تجسس و تفحص بھی عمل میں لایا کیونکہ ہر ایک
 صدی کے سرے پر مجدد جدید کا ظاہر ہونا ایک
 معمولی بات ہے۔ بفعول حدیث مشہور ان اللہ یبعث لہذہ
 الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من بعدہا ما یحیہا (مشکوٰۃ) یعنی تحقیق
 اللہ تعالیٰ مبعوث فرماوے گا راسطے اس امت کے اور ہر سو
 ہر سو برس کے اس شخص کو کہ تجدید کرے راسطے
 اس کے۔ دیں اسکا۔ جیسا کہ گذشتہ صدیوں میں ہوتا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العظیم و نصلی و تسلمیم علی رسولہ اکرم

وجہ تالیف

چونکہ اکثر حضرات بہت دنوں سے خاکسار سے اپنے
احمدی ہونے کی زبیدان قلمبند کرنے کے لئے اشتیاق ظاہر
کرتے تھے لیکن خاکسار موانع چند در چند کی وجہ سے
اس کی تکمیل نہ کر سکتا تھا۔ اب چونکہ زندگی کا
خاتمہ نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ کب پیغام اجل آجائے
لہذا ناچار نہایت محنت و کوشش سے باوجود لحدوق
کمال ضعف و نقاہت کے قلمبند کرتا ہوں تاکہ یادگار رہ
جائے اور طالبان حق کے لئے راہ ہر ہو۔ اول اول تو یہ
ارادہ تھا کہ کسی قدر بسط کے ساتھ لکھوں لیکن اس
وقت بوجہ لحدوق امراض گوناگون و کمال ضعف و نقاہت
نہایت مختصر لکھتا ہوں کہ مالا بدری گلہ نہ پڑے کہ مثلاً
مشہور ہے ومن الله التوفيق

احمدیہ لائبریری کلاں

13

حَدِيثُ بَابِ الْحَقِّ

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی سید عبدالواحد صاحب مرحوم

امیر جماعت احمدیہ صوبہ بنگلہ - برمن ہاؤس - ٹبرا۔

بلند اہل جلسہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا کہ حضرات کیا آپ آج صرف اسی طرف کی سنین کے یا مجھے بھی کچھ کہنے کا موقعہ دیں گے یہ سنکر ہر طرف سے لوگوں نے مولوی عبدالوہاب کو کہنا شروع کیا کہ بس اب آپ اپنی تقریر ختم کریں اور برہمن بڑے کے مولانا صاحب کو کچھ کہنے دیں۔ پس مجبوراً مولوی عبدالوہاب بہاری چپ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور خاکسار نے کہتے ہو کر بتی تیزی کے ساتھ تقریر شروع کر دی۔ پہلے یہ تمہید اٹھائی کہ جس وقت سے میں مغربی ہند کے سفر سے اس ملک میں واپس آیا ہوں۔ کوئی مولوی میرے مقابل کہتا نہیں ہوا تھا۔ ان دنوں سننے میں آیا تھا کہ مغربی ہند کے در زبردست فاضل مولوی آئے ہیں یہ خبر سنکر میں بہت خوش تھا کہ ایک مدت کے بعد میں اپنے دل کے حوصلے نکالوں گا۔ اور فاضلانہ گفتگو ہوگی۔ اس وقت ایک شخص نے جو تقریر کی اُس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اس شخص کو علم سے کچھ بھی تعلق نہیں بلکہ اُس

بھی چاہتے ہیں کہ وہ مولوی صاحبان جو اس قدر دھرم دھام سے آئے ہیں ذرا سن لیں کہ وہ کیا کہنے ہیں پس میں نے اجازت دیدی۔ مولوی عبدالوہاب نے اس کو غیبت سمجھا اور کھڑے ہو کر تقریر شروع کردی لیکن جس طرح غیر احمدی بازاری ملا لیا کرتے ہیں اسی طرح ادھر ادھر کی باتیں کہنے لگے اور محققانہ طور پر کوئی نکتہ باریک یا تحقیق عامص بیان نہیں کیا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھا کر آنارنے کے لئے سیڑھی تیار کرے لگے اور اپنی تقریر کو بہت طول دیدیا یہ حالت دیکھ کر ہماری طرف کے ایک شخص نے میری طرف مخاطب ہو کر بآہستہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے شراراً یہ منصوبہ کیا ہے کہ سارا وقت مولوی عبدالوہاب لیلوں اور آپ کچھدے کھڑے نہ لڑیں تا کہ بعد کو انہیں یہ کہنے کا موقع مل سکے کہ کلکتہ سے آئے ہوئے مولویوں کے مقابلہ برہمن بڑے کے مولوی عبدالواحد صاحب زبان بھی نہ ہلا سکے۔ یہ سنکر میں جلد کھڑا ہو گیا اور باز

از اسے مولویوں کو سہہ اندر چلے جاتے ہیں لہذا
 دوزخ اور بہن ہرگز حائے نہ ہو۔ اس خیال کا پیدا
 ہوا تھا " "ی ہزار آدمیوں نے اُن کو معہ اُن کے
 مولویوں نے گھر اندر اور جائے سے روک پس مجبور
 ہو کر وہ رُک معہ اپنے مولویوں کے جلسہ گاہ میں
 دس دن اور بندھار مددی افروز سندے لگے

۱۵۔ وہ روز اہلاد ہی دارک نہا اُتر مخالفین کی
 طرف مدعی زیادہ ہوئے اور جلسہ گاہ سے دُور
 کے خانہ خلعہ او اُس وقت سخت ماربیت تک
 اُن کی دُعا دہام حائے۔ مگر چونکہ اس طرف آدمی
 دُعا میں اُن کے اس اُن کے وہ لڑکے اُتر چلے
 حائے اُن حرات ۱۵ اور سکے اور ناچار واپس آکر بیٹھے گئے
 ۱۶۔ جب عصر کی نماز ہوئی وقت تنگ ہونے

۱۷۔ اور دن دُعا دُعا اور مدد کے دُعا ختم
 اُن کے رُک حائے ۱۵ سے اُتھر اُدھر اُدھر جائے گئے اور ہمارے
 مخالفین حائے گاہ جھوڑے پر چلے گئے۔ ہمارے
 احباب بھی نماز عصر دُعا دُعا اپنے اپنے گھروں
 کو چلے گئے اور اُس دن ہی کاروائی اس طرح ختم ہو گئی

تے بالکل بے بہرہ ہے باراری ما مدنی حسب طرح
 مقرروں کے ہوتے ہیں اسی طرح اس شخص نے
 بھی کی۔ کوئی عالمانہ دیکھ کر اس کی علمی اہلیت
 دیکھیں گی۔ جو اس کی قریب سے دیکھیں اس
 شخص کے دماغ میں۔ ان کے علمی "ڈیل" کا
 دماغ آیا۔ اب اب حضرات حاضرین دیکھیں کہ وہ
 سب سے۔ میں ایک ایک آیت اور حدیث اللہ کے
 ان کے معنی سدا ہوتے ہیں۔ اس نے وہ سب سے
 پہلے میں نے مسلمانوں کے عقائد پر انہیں
 دیکھ کر ان کے شریعت میں۔ اور حدیث میں ان کے
 دیکھ کر۔ میری رائے میں ان کے دیکھ کر
 نے جہکے جہت کے اور دیکھ کر ان کے
 رہی وہ دیکھ کر ان کے دیکھ کر ان کے
 اور ساتھ دیگر جلسہ گاہ سے ملے جاتے تھے
 عام حاضرین میں وہ خدال پیدا ہوئے تھے۔
 ان کے مولوی صاحب نے دیکھ کر ان کے
 مولوی صاحب بیٹھ کر سنتے رہے مگر جب ہماری
 صاحب تقریر کرنے لگے تو وہ سب اٹھ کھڑے ہو۔

آدمی تو بہت ہی قابل معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے قبل بعض راز داروں نے انکو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہاں کے لوگ بڑے مولوی صاحب کے ابسے معتقد ہیں کہ اگر ان کی نسبت کوئی نا ملائم لفظ آپ زبان پر لارین گئے تو بہانے سے عزت ایگر جانا مشکل ہو جائیگا جس کی تصدیق گدشتہ دن کے جلسہ کے حالات سے بھی ہو چکی تھی۔ پس اس وقت سے بہاری مولوی صاحب کو برہنہ تہ سے با عزت واپس جانے کی فکر ہو گئی اور ہر طرح کے حیلے ر بہانے تلاش کرنے لگے بہر کیف مولوی صاحبان بازار کے جلسہ میں گئے لیکن دل میں دھی خیال رہا۔ انک مفسد مولوی نے کہیں سے ایک ایسا فتویٰ ہم پہنچایا کہ جس میں احمدیوں کی مذمت لکھی ہوئی تھی اور یہ ارادہ کیا کہ تقریروں کے ختم ہو جانے پر بہاری مولوی صاحب اُسے پڑھکر لوگوں کو سدائیں بازار کا جلسہ تو ہوا اور مولویوں نے تقریریں کیں لیکن کوئی نا ملائم لفظ میرے خلاف زبان پر نہ لاسکے بلکہ

وقت کرٹی ایسا مولوی نہیں ہے کہ جو اگر
 عبدالواحد کو شکست دے جائے۔ ہاں تبادلۂ خیالات
 کا سلسلہ مہینوں چل سکتا ہے۔ آج کل کے جتنے
 بڑے بڑے علماء ہند ہیں اُن میں سے اکثر میرے
 ہم سبق رہ چکے ہیں۔ اور اساتذہ کے ہم عصر
 جتنے علماء تھے سب فوت ہو چکے اس وقت
 ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جو علما موجود
 ہیں ان میں سے ہر ایک کے متعلق مجھے پوری
 واقفیت ہے کہ اُن کا مبلغ علم کیا ہے

مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی رح کے۔
 متعدد خطرات میرے پاس اس وقت بھی موجود
 ہیں ان کو دیکھنے سے معارف ہو سکتا ہے کہ وہ
 میرے منعاق کیسا خدال رکھتے تھے۔ مدری یہ باتیں
 سن کر مولوی عبدالوہاب بہاری مجھے سے دریافت
 کرنے لگے کہ مولانا عبدالحی صاحب سے میری کہاں
 کی ملاقات تھی اس پر میں نے انہیں بتایا کہ میں
 تو انہیں کا شاگرد ہوں۔ وسط ہند میں سوائے
 ان کے میں نے اور کسی سے نہیں پڑھا۔ یہ سن

وقت کوئی ایسا مولوی نہیں ہے کہ جو اگر عبدالواحد کو شکست دے جائے۔ ہاں تبادلۂ خیالات کا سلسلہ مہینوں چل سکتا ہے۔ آج کل کے جتنے بڑے بڑے علماء ہند ہیں اُن میں سے اکثر میرے ہم سبق رہ چکے ہیں۔ اور اساتذہ کے ہم عصر جتنے علماء تھے سب فوت ہو چکے اس وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جو علما موجود ہیں ان میں سے ہر ایک کے متعلق مجھے پوری واقفیت ہے کہ اُن کا مبلغ علم کیا ہے

مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنؤی رح کے متعدد خطرات میرے پاس اس وقت بھی موجود ہیں ان کو دیکھنے سے معاذم ہو سکتا ہے کہ وہ میرے متعلق کیسا خیال رکھتے تھے۔ مہرِ یہ باتیں سن کر مولوی عبدالوہاب بھاری مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ مولانا عبدالحی صاحب سے میری کہاں کی ملاقات تھی اس پر میں نے انہیں بتایا کہ میں تو انہیں کا شاگرد ہوں۔ وسط ہند میں سوائے ان کے میں نے اور کسی سے نہیں پڑھا۔ یہ سن

میں رہاں پہنچوں - مولوی زلی اللہ صاحب خود چل
 اٹھائے راہ میں مجھ سے آملے اور نعظم کے ساتھ مجھے لیگ
 رہاں میں نے دیکھا کہ جو مولوی صاحب
 بیرنجات سے تشریف لائے تھے وہ بیٹھے ہیں ا
 اُن میں مولوی حسن علی نامی ایک شہرہ شخص
 بھی جو بہاری مولوی عبدالوہاب کا شاگرد کہلاتا ت
 بیٹھا ہے اور ادھر اردھر موضع شہباز پور وغیرہ -
 شہر النفس اشخاص جمع ہیں - میرے پہنچتے ہی
 مولوی عبدالوہاب بہاری بڑے تپاک سے اُٹھ کر مج
 سے ملا اور ایک کرسی جو پہلے تے وہاں رکھی
 ہوئی تھی میری طرف بڑھا دی جس پر میں بیٹ
 گیا اور مولوی عبدالوہاب سے مخاطب ہو کر کہنے ا
 مولوی صاحب! آپ کو معلوم کہ بہان آب لوگوں
 کیوں بلایا گیا ہے - مولوی مذکور نے نفی میں اس
 کا جواب دیا - تب میں نے کہا کہ آپ کو اس
 واسطے بلایا گیا ہے - کہ آپ میرا مقابلہ کریں کیونکہ
 یہاں کے مولوی میرے مقابل میں نہ تہر سکے - م
 آپ کو راضع رہے کہ کورہ مالہ کے اس طرف اس

اس وجہ سے یہ تدبیر ہونے لگی کہ خاکسار کو کسی طرح مولوی رلی اللہ صاحب سب رجسٹرار کے مکان پر لے جائیں اور اس غرض کے لئے دو شخص تیار ہوئے کہ جس طرح بھی ہوگا مجھے سب رجسٹرار صاحب مذکور کے مکان پر لیجائینگے۔ اُن دنوں میں سے ایک تو ہائی اسکول برہمن پڑیہ کے ہیڈ ماسٹر تھے اور دوسرے صاحب برہمن پڑیہ کے ایک مسلمان تعلقہ دار تھے۔ یہ دونوں میری بڑی منت سماجت کرے لگے اور بہت کچھ کہہ سن کر اس بات پر راضی کیا کہ میں وہاں چلا جاؤں کیونکہ اس سے پہلے بھی میں کبھی کبھی سب رجسٹرار صاحب کے مکان پر جا کر رہا کرتا تھا اور وہ مولوی صاحبان بھی جو کلکتہ سے آئے تھے مجھے ملنے کے لئے بہت مشتاق تھے مولوی صاحبان خود ہی میرے پاس آتے لیکن برہمن پڑیہ کے عوام کی جہ میگزین کے خیال سے رکتے تھے۔

المختصر میں ان کے ساتھ مولوی رلی اللہ صاحب کے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس سے پہلے کہ

بعض اوقات تعریف کرتے رہے

جس مفسدین نے میرے خلاف اُن سے کچھہ
کہلانا یا فتویٰ کا اعلان کرانا چاہنا تھا وہ ناکام
رہے۔ مولویوں کی تقاریر نے اُن کی ہمتیں پست
کردیں جس مفسد مولوی نے اُس بدھوتہ فتویٰ
کو عوام میں پیش کرنے کے لئے جب سے نکالا تھا
پھر جب کے اندر رکھ لیا۔ اور یہ بھی سنا گیا
کہ بہاری مولوی صاحب اس جلسہ سے یہی کہہ کر
اُٹھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مولوی عبدالواحد
صاحب کے مقابل کوئی دوسرا عالم اس علاقہ مشرقی
بنگل میں موجود نہیں ہے پس یہاں کے لوگوں
سے جس طرح ہوسکے اُن کو قادیانی ہوئے۔
بڑر رکھیں کیونکہ مہنا بابہ مولوی صاحب قادیانی ہو گئے
نو علاقہ کا علاقہ بالکل بے دین ہو جاوے گا

العصر مولوی صاحبان بار بار کے جلسہ سے واپس
آئے کے بعد سے اس فکر میں پڑ گئے کہ کسی
طرح خاکسار سے ملیں۔ مگر چونکہ اسی طرح چلے
آنے میں لوگوں کے بدظن ہو جانے کا خوف تھا

یہ سن کر مولوی حسن علی تو ہکا بکا ہو کر
 رہ گیا اور ناچار دست بستہ ہو کر مجھ سے معافی
 کا خواستگار ہوا میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو
 بٹھا دیا اور کہا کہ اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن بات
 یہ ہے کہ ہم کو مناسب نہ تھا کہ ہم سب سے
 ایسی بد سلوکی کرتے اگر تم ہم سے حسن و
 سلوک کے برتاؤ کر گے تو تمہاری آنے والی نسلیں
 بھی تم سے نیک سلوک کریں گی اور اگر ہم سے
 بد سلوکی کر گے تو اپنی آئندہ نسل سے کبھی
 بہلائی کی امید نہ رکھنا۔ تمہیں تو یہ چاہئے تھا کہ
 ہمارے پاس جو علمی دولت ہے وہ ہم سے حاصل
 کر کے رکھنے۔ کدونکہ ایک ایسا رقت آریگا کہ ہم وہ
 ہو گئے اور نہ علم کے لئے ترسو گے اور ہمیں یاہ
 کر گئے الغرض میں نے اسی قسم کی نصیحت آمیز
 باتوں پر اپنے کلام کو ختم کیا اور دیکھا کہ سامعین جو
 شہناز پور کے لوگ معہ مولوی عبدالوہاب اور ان کے

مجھے قیماً عنایت کرینگے لیکن یہاں سے جانے کے بعد بہاری مولوی صاحب نے نو ایک ٹکڑا کاغذ کا بھی مبرے پاس نہ بھیجا اور مولوی عبد اللہ چہیری گو چند رز تک کچھ خط و کتابت کرتے رہے لیکن چونکہ اونکے خطوط میں صرف مددِ صبانہ جھگڑا ہوتا تھا اور عالمانہ اور منصفانہ بات نہ ہوتی بلکہ ثناء اللہ کے رنگ مبی تحقیر کرتا تھا اس وجہ سے میں نے اُس سے خط و کتابت ترک کر دی۔ واللہ المعین یہاں تک تدریس سن کی کاروائی ختم ہوئی واللہ اعلم

المختصر اس جنگ و جدل کے بعد بھی میں سلسلہ احمدیہ کی تحقیق حتی الامکان کرتا رہا اور جب سنا کہ کسی مخالف نے کوئی کتاب یا رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھا ہے یا کسی احمدی عام نے اسکی تائید میں کوئی رسالہ چھپوایا ہے اُس کو منگاتا غور سے پڑھتا اور دلائل کو جانچتا تھا۔ قدبان کے اخبار 'الحکم' اور البدر بھی مبرے نام جاری تھے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے

تھنٹ پر جلا گیا اور رھاں مولوی صاحبان سے ملاقات ہو گئی بہت دیر تک اُن سے بات چیت ہوتی رہی آخر میں نے انکی دعوت بھی کر دی اور کہا کہ آج میرے یہاں قیام کر کے کل کلکتہ کی طرف روانہ ہو جائیگا۔ لیکن بہار۔ مولوی صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ فلاں دن میرے ایک مقدمہ کی تاریخ مقرر ہے اگر آج یہاں سے نہ روانہ ہو جاؤں تو تاریخ مقررہ تک رھاں نہیں پہنچ سکتا اس سے میرا نفرتاً ہزار روپیہ کا نقصان ہو جائیگا۔ اس مرتبہ آپ معاف فرمائیں کسی اور موقع پر جتنے دن آپ چاہیں گے آپ کے یہاں ٹھہریگا پھر میں نے رتبہ اصرار نہ کیا اور یہ لوگ اسٹیمر پر سوار ہو کر کلکتہ کی طرف رزیدہ ہوئے لیکن رخصت ہونے وقت درازوں مولوی صاحبان نے مجھے سے اقرار کیا تھا کہ برہمن بڑے سے جائے کے بعد سلسلہ احمدیہ کی نسبت مجھے سے خط و کتابت ضرور کریں گے اور جو اعتراضات ہوں ان سے مجھے مطلع کریں گے اور جستدر عمدہ رسالہ اس سلسلہ کے خلاف میں مل سکیں وہ

تا کہ میں عید گاہ میں عید کی نماز میں امامت
 نہ کر سکوں حالانکہ میں ہی عیدین کی نمازیں پڑھا یا
 کرتا تھا - لیکن ارنکی شرارت ہمیشہ نا کام رہتی کیونکہ
 عید رفت پر جب میں عید گاہ میں پہنچ جاتا تو
 سب شرور فساد تہنذا ہوجاتا اور اشرار نا کام رہجاتے
 چنانچہ اُنکی سال تک یہی حال رہا اور
 میں شہرزنکا حال دیکھتا اور صبر کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ
 بہر ہی کریگا - اسی دوران میں جب حضرت میثم
 موعود علیہ السلام کے وفات کی خبر سننے میں آئی
 تو میں بہت گھبرا گیا کیونکہ بہت سی پیشینگوئیوں
 مدوع الروع باقی تھیں اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا
 کہ محالہ میں کو کیا جواب دوں گا - لیکن ان ہی دنوں
 قادیان سے شایع شدہ رسالوں کے مضامین نے میری
 بہت کچھ تشفی کردی اور کوئی شک و شبہ
 باقی نہ رہا

اخبار اہل حدیث کے پرچے بھی کبھی کبھی مہنگا
 لیتا تھا مجھے مین طرفدری بالکل نہ نہی کیونکہ
 میں بالکل نہیں جانتا تھا کہ قادیان بھی کوئی
 مقام ہے ازر اسمیں مرزا غلام احمد صاحب بھی
 کوئی شخص ہیں مگر صرف خشیت الہی سے
 اس قسم کی تحقیق و تفتیش میں مصروف نہا
 صرف یہی خیال تھا کہ اگر فی الواقع یہ
 شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پروردگار
 عالم کے حضور جب جانا ہوگا تو کیا جواب دینگا
 اسی خوف سے میری یہ حالت تھی کہ کسی
 قسم کی کوشش تحقیق و تفتیش کی میں نے
 باقی نہ چھوڑی۔ تنہا بیٹھکر بھی میں اس بارہ
 میں غور و فکر کرتا۔ استخارہ وغیرہ بھی کرتا اگرچہ
 میں درپردہ ہی تحقیق و تفتیش میں لگا نہا بہر
 بھی میری شکایت اطراف و جوانب میں بہہنے
 لگی۔ شریر لوگ یوں تو کچھ نہ کر سکتے تھے لیکن
 ہر سال عیدین کے موقعہ پر میری شکایت کرے
 پھرتے اور اشرار و نابکار لوگوں کو مجھ سے بدظن کرنے

تاکہ ہر طرح اطمینان و تسکین خاطر حاصل ہو
جائے پس میرے احمدي ہونے میں مذکورہ بالا
دنوں باندین حائل تھیں اور دنوں ایک سفر دراز
کو چاہتی تھیں۔ میں ہر سال ارادہ کرتا تھا کہ
آسن مہینے کے تعطیل میں، رہ سفر کریں لیکن
تعطیل کے شروع ہونے سے پہلے ہی میری طبیعت
خراب ہو جاتی تھی اور میں بیمار ہو جاتا تھا لیکن
سنہ ۱۹۱۲ عیسوی کے اکتوبر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے
فصل خاص سے مجھے اس سفر کی ترفیق عطا
کی اور میری طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی
بعون الہی خاکسار مدرجہ ذیل تین دستوں کو ساتھ
لیکر عارم سفر ہوا (۱) مرادی امداد علی (۲) قاری
دلآز علی (۳) دھانوی مدھی - اول ہملرگ مقام برہمن
بڑیہ سے روانہ ہو کر شہر کلکتہ پہنچے۔ چونکہ سنا
گیا تھا کہ مولانا شبلی نعمانی اسوقت لکھنؤ میں ہیں
اس لئے کلکتہ سے روانہ ہو کر پہلے لکھنؤ گیا اور
رہاں مرزا کبیر الدین احمد صاحب سکرٹری انجمن
الاحمدیہ لکھنؤ کے مکان پر فرارکش ہوا۔ اگرچہ مرزا

بیان سفر ہندوستان و پنجاب اور اکابر علما سے گفتگو و بحث

اگرچہ ساساۃ احمدیہ کی حقیقت مجھ پر کھل گئی تھی اور اسمیں انشفی خاطر و شرح صدر بہی حاصل ہو گیا تھا تاہم چونکہ بنگالہ کے اکثر خاص و عام کہا کرتے تھے کہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر نامی گرامی علما اس طریقہ سے نفرت کرتے ہیں بلکہ اسکا نام بھی سنا گوارا نہیں کرتے اس لئے میرے دل میں اندر اس خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید ان علما کے تحقیق میں کڑی حد تک اس طریقہ کے بطلان پر حاصل ہوئی ہو۔ نو جب تک بالمشافہہ ان علما سے اس طریقہ کے بارے میں گفتگو نہ کر لوں ہرگز اس طریقہ میں داخل نہ ہوگا اور بعض اوقات یہ بھی خیال آتا تھا کہ قدیاء میں جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہے ہرے دین انکی عملی حالت اور روحانی کیفیت بھی بچشم خود دیکھ لینا چاہئے کہ کسی

تاکہ مولانا شبلی کا گھر مجھے دکھا کر چلا آئے۔
 میں خود اُن سے حسب دلخواہ ملنے کی تدبیر
 کر لینگا پس اُنہوں نے بھی اس تجویز کو پسند
 کی اور ایک نوجوان کو جو شائد اُنکا بہانچہ تھا
 میرے ساتھ کر دیا رہ میرے ہمراہ مولانا شبلی
 صاحب کے مکان تک گیا اور مجھے جگہ دکھا کر
 چلا آنا۔ عین نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ مولانا کے
 دروازے پر سائین بورڈ پر لکھا ہوا ہے کہ 'جو صاحب
 مجھ سے ملاقات کرنا چاہیں رہ چار بجنے کے بعد
 شریف لارنس، اتفاقاً اُس وقت چار ہی بجے تھے۔
 بس میں موادی امداد علی کو ساتھ لے کر
 جو میرے ہمراہ تھے مولانا شبلی کے حجرہ میں
 جا پہونچا۔ وہاں دیکھا کہ مولانا میرے حسب دلخواہ
 تنہا بیٹھے ہوئے ہیں مخفی ترے کہ مولانا شبلی
 صاحب سے تنہائی میں ملنے کی وجہ یہ تھی کہ
 سائق میں جب رہ علی گڑھ کالج کے عربی پروفیسر
 تھے اسوقت میں نے اُنکے پاس ایک جوابی
 پوسٹ کارڈ میں یہ سوال لکھ بھیجا تھا کہ اسوقت۔

صاحب اپنی ملازمت پر گئے ہوئے تھے اور گھرمین
 موجود نہ تھے پھر بی اُنکے بھائی صاحب بہت
 ہی خاطر و نواضع کے ساتھ پیش آئے۔ تیسرے
 پھر کو میں نے ان سے بتایا کہ میری اصل غرض
 لکھنؤ آنے کی یہ ہے کہ مولانا شبلی صاحب سے
 ملکر تخلیہ میں کچھ باتیں کروں اس کے لئے
 کوئی سا رقت مرزوں ہوگا۔ یہ سنکر انہوں نے اپنی
 انجمن احمدیہ کا ایک مطبوعہ فارم نکالکر مولانا شبلی
 کے نام ایک خط لکھا کہ بنگال سے ایک عالم
 ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں اور جناب سے ملاقات
 کے خواہشمند ہیں براہ عنایت مطلع فرمائیں کہ
 جناب سے ملنے کا کونسا رقت مرزوں ہوگا بد خط
 جب لکھا جا چکا تو میرے دل میں خیال گذرا
 کہ بہ ارگ یہاں قادیانی مشہور ہیں پس اگر
 میں انکے ذریعہ سے مولانا شبلی سے ملنے گیا تو وہ
 ہوگز شرح صدر کیساتھ مجھ سے نہ ملیں گے۔ اور یہ بات
 میں نے مرزا کبیر الدین صاحب کے برادر عزیز پر ظاہر کی
 اور کہا کہ صرف ایک راہبر میرے ساتھ کر دیں

ناکہ وہ اقرار کرنے میں خوف نہ کریں لیکن انہوں نے اقرار نہ کیا کیونکہ کہتے ہیں کہ جسکے دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور صرف انسانوں کا ڈر ہو ایسے شخص سے حق کا علانیہ اقرار کرنا بہت مشکل ہے

مکالمہ با مولانا شبلی نعمانی

الغرض مولانا شہابی صاحب کو انکی نشست گاہ میں تنہا پا کر میں بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ شائد وہ حق کا اقرار کر لیں گے کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے پس خاکسار نے انکے سامنے جا کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا جسکے جواب میں انہوں نے علیکم السلام کہا - اور بیٹھنے کی نواضع کی ایک کوچ پر جو وہاں بجھی ہوئی تھی بیٹھنے کے لئے کہا اور میرے ہتھ دھوئے کے بعد دریافت کرتے رہے کہ وطن کہاں ہے اور کیا شغل رکھتا ہوں میں نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ بندے کا مکان جس حصہ ملک میں ہے وہاں جناب

عیسیٰ علیہ السلام کے حیات و وفات کے بارے میں
 علما کے درمیان سخت اختلاف ہے پس اس کے متعلق جناب
 کی کیا رائے ہے بینوا توجروا ؟ انہوں نے
 اس کے جواب میں اس طرح کی عبارت لکھی تھی
 قرآن کریم سے بظاہر تو عیسیٰ علیہ السلام کا وفات
 پانا ہی معام ہوتا ہے لیکن ہمارے علما کا مذہب
 یہ ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قریب
 قیامت کے وہ پھر دنیا میں نازل ہونگے انہی
 نظریں اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سوال و جواب میں
 کس قدر بعد ہے اور اصل سوال جو اُن کی رائے
 کے متعلق تھا لوگوں کے خوف سے اس کا جواب انہوں نے نہ
 دیا۔ جب میں نے یہی بات اُن سے بالمشافہہ
 پوچھی تو انہوں نے کچھ اور ہی جواب دیا جیسا کہ
 عنقریب عرض کرونگا علاوہ اس کے میں نے بعض لوگوں
 کی رہائی سنا تھا کہ مولانا شدلی صاحب اس مسئلے
 یعدی وفات مسیح میں احمدیوں کے موافق ہیں اور
 لوگوں کے خوف سے اقرار نہیں کرتے اسی لئے عین
 نے ان سے تخلیہ میں ملنے کا انتظام کیا تھا۔

نہض سے اُن پر حملے کرتے رہے شیعہ اور نرقی
 اُرتے جاتے تھے اور جب سنیوں نے سکوت اختیار
 لیا تب سے شیعہ از خود کمزور ہونے لگے اور
 انہیں تنزل شروع ہو گیا

خاکسار نے کہا کہ جناب کی تقریر سے معلوم
 ہوتا ہے کہ علماء سلف نے مذاہب باطلہ
 کی تردید میں جو کلام لکھی ہیں وہ بدیحا تہین
 علاوہ برہن مدن نے صواعق محرقہ کے اعار میں
 دو حدیثیں دیکھی ہیں اُنہیں سے ایک یہ ہے کہ
 فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے اذا ظهر الفتن ار قال
 البدع ر سب اصحابی ولیظهر العالم علمہ فمن لم یفعل • دلک
 فعیہ اعنہ اللہ و الملائکنہ و الاس اجمعین لا یقبل اللہ منہ
 فرضاً ولا عدلاً ؟ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب
 ظہر ہوں فتنے نا فرمایا بدعتیں اور گالی دینا
 میرے اصحاب کو پس چاہئے کہ ظاہر کرے عام
 اپنے علم کو اور پس جس نے نکیا یہ پس
 اور اُسکے لعنت اللہ تعالیٰ کی ہے اور فرشتوں
 کی اور آدمیوں کی نہ قبول کریگا اللہ تعالیٰ اُس

کا سا عالم مبسر نہیں پس اگر جذاب اجازت دین
 نو بندہ اپنے بعض شبہات عرض کرے تا اوسکا حل
 ہو جائے مولوی صاحب نے اجازت دیدی ” تب
 خاسار نے پوچھا کہ قادیانی عقائد کے بارے میں
 جذاب کی کیا تحقیق ہے مولوی شبلی صاحب نے
 فرمایا کہ مذاہب باطلہ میں سے ہے از یہی اثر علماء
 رقت کی رائے ہے پس میں نے کہا کہ جذاب
 نے کبھی اس مذہب کی تردید میں کچھ تحریر بھی
 فرمایا یہ نہیں جسکے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ نہیں
 میں نے اس بارہ میں کبھی کچھ نہیں لکھا پھر
 خاسار نے کہا کہ اہل ہند نو ضرور چاہئے نہا آخر
 کدوں میں لکھا مولانا نے جواب دیا کہ میں نے
 تجربہ کیا ہے کہ جب کبھی کسی باطل مذہب
 کی تردید کیجاتی ہے نو وہ مذہب اور بڑھتا ہے
 اور اگر خاموشی اختیار کیجائے تو از خود بہ تدریج
 مت جانا ہے چنانچہ میں نے تاریخ طبری میں
 پڑھا ہے کہ بغداد میں شیعوں اور سنیز کے درمیان
 بڑا جھگڑا تھا سنی جب تک شیعوں کو دبانے کی

تو فلیتی کنت انت الریب علیہم بھی ہے یعنی جبکہ
 وفات دبدی ترنے مجھکو اے پروردگار میرے فقط
 تو ہی نگہبان رہا اور ان کے یعنی نصاریٰ کے انتہی
 خاکسار نے کہا کہ اسی عقیدہ کو تہیک کرنے کے لئے
 اس قدر دُر سے جداب کے پاس آیا اب جب
 جداب بھی فرماتے ہیں کہ کچھ تہیک نہیں کہا
 جاسکتا تو اب فرمے کہ اس کے لئے کہاں اور
 سکے پاس جاؤں ۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ کیا یہ
 ضروری ہے کہ شریعت کے ہر ایک مسئلہ کو تہیک
 کر لیا جائے چنانچہ امتوں علی العرش کے مسئلے
 میں حضرت امام مالک صاحب فرماتے ہیں الاستواء
 معلوم والکیعیت مجہول وال سوال عنہ بدعة والایمان بہ
 واجب یعنی امتوا کے معنی سب کو معلوم ہیں
 اور کیفیت اس کی مجہول ہے یعنی نا معلوم
 اور سوال کرنا اُس سے بدعت ہے اور ایمان لانا
 سانہ اُسکے واجب ہے انتہی پس خاکسار نے کہا کہ

ب بھی چپ رہنا اسوقت معید ہوا جب جناب
 تمام علماء ہند کو اپنے سانہ متفق کرلیتے اور
 سب نے سب خاموش رہتے اور بغیر اسکے فقط جناب
 کے چپ رہے سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ ہمیشہ ہر
 طرف سے نبرد کی دھوم مچ رہی ہے جو عدان
 ہے عیسیٰ یہ دلیل مذکور مولانا شبلی صاحب نے
 خاموشی اذکار کرلی اور انہی دبر تک سکوت میں
 رہے کہ جب پھر جواب کی اُمید باقی نہ رہی
 تو خاکسار نے دوسری بات پوچھی - جو یہ تھی
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات و وفات کے متعلق
 عام علما میں بڑا اختلاف ہے اور احمدی عقائد
 کے لوگ شد و مد کے ساتھ وفات عیسیٰ علیہ السلام
 ثابت کرتے ہیں جسکا جواب دینا مشکل ہو رہا ہے
 جناب کی تحقیق اس بارہ میں کیا ہے ؟ مولانا
 نے فرمایا کہ اسکے متعلق کوئی یقینی بات نہیں
 کہی جا سکتی کیونکہ ادھر بات اتر ”ما قتلہ و ما

مولانا شبلی صاحب نے جواب دیا کہ یہ سب حدیثیں اخبار احاد میں سے ہیں جو یقینی نہیں ہیں خاکسار نے کہا کہ اکثر حدیثیں تو اخبار احاد ہی میں سے ہیں متواتر کہاں ہیں اور ہیں بھی تو بہت ہی کم قطع نظر اس کے اخبار احاد کے بھی تو معنی ہوتے ہیں مہمل تو نہیں ہیں اور کلام تو معنی ہی میں ہے مفید بقین و مفید ظن ہوئے میں تو نہیں ہے اس پر بھی مولانا شبلی نے سکوت فرمایا اور یہ تیسرا سکوت نہا مخفی نہ رہے کہ ان سکوتوں پر خاکسار مولوی شبلی کی مدح و ستائش ہی کرتا ہے کیونکہ عالم کی شان ایسی ہی ہوئی چاہئے کہ جس امر میں جواب معقول کی راہ معقول نہ ہو سکوت اختیار کرے اور اپ کو نا اہلروں کا زمانہ آپڑا ہے کہ سکوت کرے کو موجب ننگ و عار سمجھتے ہیں - ایسے لوگ اس مثل کے مصداق ہیں ملا آن باشد کہ چپ نشود دانشمند حقیقت رس لوگ سمجھتے ہیں کہ اسے مرقعون پر سکوت نہ کرنا موجب ننگ و عار ہے ۔“

استوا علی العرش صفات باری تعالیٰ میں سے ۔
 اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے ساتھ بیجو
 و بدجگون ہے پس اگر استوا علی العرش کے بارے
 میں کہا جاوے کہ ہم اسکی کیفیت نہیں جانتے
 تو بیشک بجا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اگرچہ ایک نبی جلیل القدر تھے مگر جس
 سے نئے اور بشر کے لئے حیات و وفات ایک
 معمولی امر ہے پس یہ مسئلہ نظیر استوا علی العرش
 کی نہیں ہو سکتی اسپر بھی مولانا شبلی صاحب
 سکوت کر گئے اور اسقدر دیر تک سکوت میں رہے
 جب جواب کی امید باقی نہ رہی تو پھر خاسار
 بعد توقف بسیار کے تیسری بات پوچھی جو
 تھی کہ نزول مسیح کی حدیث تو صحیح بخاری
 میں بھی ہے جسکو اصحم الکتاب بعد کتاب اللہ
 کہا جاتا ہے اسمیں لفظ نزول کے کیا معنی
 خصوصاً بعد ثبوت وفات مسیح کے اور احمدی
 تو وفات مسیح ثابت کرنے کے بعد ہی اسکو بد
 کرتے ہیں جسکا جواب دینا بہت مشکل ہوتا

کہنے لگا کہ آپ کے مخاطب مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی ہین یہ سنکر مین پھرک اُٹھا ازان سے مصافحہ کر کے کہا کہ آپ تو اسوقت میرے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہین کیونکہ خاکسار آپکا نام نامی بہت دنوں سے سننا رہا ارر آپکی ملاقات کا بڑا اشتیاق رکھنا تھا آپ کے لکھنؤ مین مل جانے کا مجھے رھم و گمان بھی نہ تھا - مفتی صاحب مددہ کے بھی میرا حال دریافت کیا مین نے انہین بھی ردھی جواب دبا جیسا مولانا شبلی صاحب کو دیا تھا ارر چند شبہات کے پدش کرنے کی اجازت طلب کی لیکن میری یہ درخواست سنکر وہ کچھ گھبرا سے گئے ارر صاف لفظوں مین اجازت نہ دی اس پر مولانا شبلی صاحب کسی قدر مسکرا کر کہنے لگے کہ مولو صاحب کو ارر تو کچھ پوچھنا نہیں فقط قادیانی مذہب کے متعلق کچھ دربارت کرنا ہے یہ سنکر مفتی ٹونکی صاحب کسی قدر زہر خندی کے ساتھ باہستگی گویا ہوئے کہ قادیانی مذہب کے متعلق کیا پوچھینگے - ارن کے اس سوال کو مین

مکالمہ با مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی

مولانا شبلی صاحب سے بائین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک شخص معمور و معمور آگئے جنکو مین نے اُنکی ضرورت سے نہ پہچانا۔ اسی عرصہ مین اور بھی دس بارہ آدمی باہر سے آکر فرش زدہ پر بیٹھ گئے چونکہ مولانا شبلی صاحب نے اُس اول شخص کو بہت اعزاز کے ساتھ دیکھا اسوجہ سے مین نے سمجھا کہ یہ شخص یہاں کا کرئی معزز مولوی ہے پس جب مین نے ان بزرگ سے ان کا اسم گرامی و درانتخابہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ”ڈو ٹونک“ اسپر مین نے کہا کہ وہی ٹونک نہ جو ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے میری طرف سے بہ تفتیش سکر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ کسیقدر تشریر سے ہو گئے جسکی وجہ مین نے کچھ نہ سمجھی یہاں تک گفتگو ہوئی تھی کہ اُن دس بارہ آدمیوں میں سے ایک شخص جو نیم مولوی سا نظر آتا تھا کہڑا ہو کر ادب سے

فقط ایک فرضی بات ہے کہ ضد سے اس پر ارے
 ہوئے ہیں - اس پر آپکو رد لکھنے کی خوب فرصت
 ملی اور ادھر ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی آپ جیسے
 بزرگوں کے فتاویٰ کے مطابق کافر ہو رہے ہیں۔
 پھر بھی آپکو رد لکھنے کی فرصت نہیں ملتی -
 اس پر توںکی مولوی صاحب شرمذہ سے ہونٹے اور
 دہر تک سر نیچا کئے کچھ غور کرتے رہے اتنے
 میں مولانا شبلی صاحب آتھہمڑے ہوئے اور اپنے ملازم
 کو حکم دیا کہ کمرے کی سب کھڑیاں بھولدے
 اور ہماری طرف مخاطب ہوکر کہا آپ لوگ اچھی
 طرح بانیں کر لیں میں باہر جاکر بیٹھتا ہوں اور پھر
 باہر جاکر ایک چار دہائی پر جو برآمدہ میں پڑی
 نہی بیٹھ گئے اور بون کہنا چاہئے کہ گویا اپنے
 عوض ابک اور شکار میدے لئے چھوڑ کر اپنی جان
 بچا لے گئے - اب میں نے پھر مفتی توںکی صاحب سے
 پوچھا کہ اچھا حذاب حیات و رفات عیسیٰ علیہ السلام
 میں آپکی کیا رائے ہے اس کا کچھ جواب نہ
 دیکر وہ جہت بول آتھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی

نے اجازت پر حمل کر کے کچھہ پرچھہ شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے مین نے کہا کہ جناب ے۔ فادیانی مذہب کے رد میں کبھی کچھہ لکھا ہے انہوں نے کہا ”نہیں“ مین نے پھر کہا کہ کیوں نہیں لکھا مین نے تو آپکے دستخط مرزا صاحب کے مخالفین کے بعض بعض فتاویٰ تکفیر پر دیکھا ہے۔ قونکی مولوی صاحب نے جواب دیا کہ مجھے مرزا کے مذہب کی تردید لکھنے کی فرصت ہی نہیں ہے مرزا صاحب کے خیالات کی تردید کرنے والے اور بہت سے لوگ ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بہت کچھہ لکھا ہے پہلے تو رہ مرزا صاحب کے مؤید نے پھر مخالف ہو گئے۔ اس پر مین نے کہا - مین نے آپکا لکھا ہوا ایک رسالہ حرمت غراب پر دیکھا ہے اور یہ نہایت تعجب کی بات ہے کیونکہ کوا کون کہاتا ہے ؟ نہ آپ کہاتے ہیں نہ مین کہاتا ہوں اور نہ کوا کھانے والا کسی کو مین نے دیکھا ہے دیوبندی جو مسئلہ حلت غراب کے بانی مبانی ہیں وہ لوگ بھی نہیں کہاتے۔

مستور و مذکور آیت پڑھ دی ۔ ما کان محمد اباً احد
من رجائکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی نہیں ہے
محمد باپ کسی کا مردن سے تمہارے لیکن رسول
ہے اللہ کا اور خاتم یعنی مہر ہے نبیوں کا ۔ میں
نے کہا کہ یہ آیت تو بی بی زینب کے نکاح کے بارے
میں ہے انہوں نے کہا ہاں ۔ پس میں نے پوچھا
کہ اس آیت میں لفظ لکن جو کلمۂ استدراک
ہے اسکی وجہ استدراک کیا ہے اور لفظ رسول اللہ
اور لفظ خاتم النبیین کی عطف کی کیفیت کیا ہے
اور یہ دونوں معطوف در معطوف علیہ مقام مدح
میں واقع ہیں یا مقام ذم میں ، لیکن توونکی مولوی
صاحب نے اس سوال کے جواب سے پہلو تھی کی
اور صرف لفظ خاتم النبیین کو لے بیٹھے اور خاتم النبیین
کو بار بار خاتم النبیین کہتے رہے میں نے کہا کہ
حرف ’ت‘ کو زبر کے ساتھ ادا کیجئے ۔ انہوں نے
کہا کہ زبر سے بھی آیا ہے اور زبر سے بھی آیا
ہے اور دونوں کے ایک ہی معنی ہوں ۔ میں نے
کہا کہ ہو مگر آپ جس مصحف مجید میں تلاوت

لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له یعنی جس میں امانت
 نہیں اُسکا کچھ ایمان نہیں اور جس میں وفا
 عہد و پیمان یعنی قول و قرار نہیں ہے اُسکا
 کوئی دین نہیں ہے - انتہی دیکھئے ان دونوں فقرہ
 میں اسم نکرہ تحت میں لامی نفی جنس کے واقع
 ہے اور نفی استغراقی بن نہیں سکتا - کیونکہ اگر
 یہاں نفی استغراقی معنی کئے جاویں و جو شخص
 امانت کو خیانت کرے اُسکو بے ایمان یعنی کافر
 اور جو شخص اپنے قول و قرار کو توڑے اُسکو بے
 دین یعنی کافر کہنا پڑیگا حالانکہ محققین و شراح
 حدیث اس حدیث کے ایسے معنی نہیں کرتے چنانچہ
 شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی حجة اللہ
 البالغة میں ایسے معنی نہیں کئے بلکہ نفی کمال
 ایمان و نفی کمال دین کے معنی کئے ہیں پس
 اس کے مطابق اگر حدیث لا نبی بعدی کے بھی معنی
 نفی کمال نبوت کے کئے جاویں تب کچھ بھی
 اشکال باقی نہیں رہنے بلکہ بلا تکلف یہ معنی
 ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ

من لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له یعنی جس میں امانت
 نہیں اُسکا کچھ ایمان نہیں اور جس میں وفات
 عہد و پیمان یعنی قول و قرار نہیں ہے اُسکا
 کوئی دین نہیں ہے - انتہی دیکھئے ان دونوں فقرہ
 میں اسم نکرہ تحت میں لامی نفی جنس کے واقع
 ہے اور نفی استغراقی بن نہیں سکتا - کیونکہ اگر
 یہاں نفی استغراقی معنی کئے جائیں و جو شخص
 امانت کو خیانت کرے اُسکو بے ایمان یعنی کافر
 اور جو شخص اپنے قول و قرار کو توڑے اُسکو بے
 دین یعنی کافر کہنا پڑے گا حالانکہ محققین و شراح
 حدیث اس حدیث کے ایسے معنی نہیں کرتے جتنا کچھ
 سادہ راوی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بھی حجة اللہ
 الداعیہ عنہم ایسے معنی نہیں کئے بلکہ نفی کمال
 ایمان و نفی کمال دین کے معنی کئے ہیں پس
 اس کے مطابق اگر حدیث لامی بعدی کے بھی معنی
 نفی اہل موت کے لئے جائیں تب کچھ بھی
 اشکال دینی نہیں رہے بلکہ بلا تکلف یہ معنی
 ہر نے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے فرمایا ہے کہ

میرے بعد کوئی کامل نبی جو صاحب کتاب و صاحب شریعت و صاحب نبوت مستقلہ ہو نہیں ہوگا۔ پس اگر آپ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی اور ظلی شریعت محمدیہ کے مانعت ہو اور آنحضرت صلعم کے کمال اتباع سے نبوت حاصل کیا ہو تو اسکا امتناع اس حدیث سے کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر پھر بھی آپ ضد کریں اور اس سے آنحضرت صلعم کے بعد نبی کے آنے کا امتناع مطلق ثابت کرنا چاہیں تو پہلے آپ امانت میں خیانت کرنے والے کے کافر ہونے کا اور عہد شکن کے بالکل بے دین ہونے کا فتویٰ عنایت کریں تو پھر دبکھا جائگا بہہ سدکر مفتی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے اور دھان سے اٹھکر بھر مولانا شبلی صاحب کے پاس جا بیٹھے اور جاتے وقت دبی زبان سے یہ بھی کہتے گئے۔ کہ اسکا ہونے سے تو آپ سب جو کچھ جی میں آئے کہہ سکیں گے؟

المختصر چونکہ مغرب کی نماز کا وقت بہت قریب تھا اور دنوں مروی صاحبان بھی فرار کرچکے تھے

تو یہ ہے کہ مسئلہ حیات مسیح کو پہلے دلائل
 قویہ سے ثابت کر دیں جس سے سب بکھیرے طے ہو۔
 جارین - لیکن شائد حیات مسیح کی دلائل قویہ
 آپکے پاس نہیں ہیں اسوجہ سے ایسا نہیں کرتے
 ورنہ ہرگز ایسی کج راہی نہ اختیار کرتے - انہوں
 نے کہا کہ جس طریق سے مخالف کو جلد مغلوب
 کیا جاسکے گفنگو میں اُسی طریق کو اختیار کرنا
 چاہیئے میں نے کہا کہ میرے نزدیک تو حیات
 مسیح پہلے ثابت کر دینے سے سب بکھیرے طے
 ہو جاتے ہیں بشرطیکہ دلائل قویہ حیات مسیح
 اسرائیلی آپ کے پاس موجود ہوں - انہوں نے کہا
 کہ حیات مسیح کے دلائل موجود ہوئے پر بھی
 اس کے ثابت کرنے میں کچھ مشکلات ہیں - اور
 مرزا صاحب کس طرح مہدی ہو گئے ؟ اس سوال کے
 آنے ہی قادیانی نوگ بہت جلد لاجواب ہو جاتے
 ہیں - تجربہ سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے - میں نے
 کہا کہ اگر راقف احمدی ہوگا تو رہ آپ سے دلائل
 و علامات مہدی طلب کریگا اور اسوقت مشکلات آپہی

یہاں جا پہنچا - مولوی عبدالباری صاحب نے اُسے جلاب کی درا استعمال کی تھی پھر بھی ان سے کچھ باتیں ہوئیں اور وہ بھی مین نے اس عرض سے چھپڑا کہ نا انہیں معلوم ہو جائے فقط اس بات کی بنا پر کہ اُنکو معلوم ہوئے کہ میں بھی حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم و مغفور نے شاگردوں میں سے ہوں - مولوی عبدالباری صاحب بات بات میں مجھے کہتے کہ ”مواہبصاحب آپ معفولی آدمی ہیں“ حال آنکہ میں نے ان سے کوئی معقوایت ظاہر نہیں کی تھی - الغرض باتوں باتوں میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی بات بھی درمیان میں بات آگئی - مولوی عبدالباری صاحب کہنے لگے کہ مین قادیانیوں سے گفتگو کرتے وقت مسئلہ حیات و وفات مسیح سے گفتگو شروع نہیں کرتا بلکہ میری گفتگو مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت پر کے دلائل سے شروع ہوتی ہے - مین نے کہا کہ بہ تو عام لوگوں کا طریق ہے علمای اہل تحقیق تو ہرگز ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کا دِرس

آخری کلام کا کوئی جواب مولوی عبدالہزی صاحب نے نہ دیا المختصر اس قدر گفتگو کے بعد حضرت مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کے واسطے آگئے خاندان انکی احوال پر سی میں مشغول ہو گیا از سر اس طرح سلسلہ گفتگو قطع ہو گیا مخفی نہ رہے کہ مولوی عبدالہزی صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی تو اسوقت ایک نوجوان مولوی عبدالشکور نام کسی کسی وقت بول اٹھتا تھا لیکن میں نے اسکو با وابل خطاب کوئی جواب نہ دیا ۔

الغرض وہاں سے رخصت ہو کر میں نے مولوی عین القضاۃ صاحب سے ملنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ دن یوم جمعہ تھا اسوجہ سے قبل ہمارے جمعہ ان سے ملاقات نہ ہو سکی اور بعد ہمارے جمعہ اگرچہ ملاقات ہوئی لیکن وہ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور گریز کرتے رہے آخر میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور اسی دن لکھنؤ سے روانہ ہو کر شام کو شاہجہان پور پہنچا جہاں جناب سید مختار احمد صاحب احمدی کے مکان پر قیام ہوا وہ نہایت

پر آپزنگے - مولوی عبدالباری صاحب نے کہا کہ مہدی
 کے علامات بھی ہم اُسی سے دربات کرینگے مبن
 نے کہا کہ پھر آپ کیا کام کرینگے انہوں نے کہا کہ ہم
 مہدی کے علامات پر جرح کرینگے میں نے کہا کہ
 آپ کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ اُس
 سے کہیں کہ درویشوں اور بدینوں سے آپکو دہادو-ے
 کہ مہدی کیسا ہوتا ہے اس موقعہ کے لئے خاقانی
 نے خوب ہی کہا ہے ع انصاف نہاں شد و دھام -
 بالاخر میں نے کہا کہ جتنی باتیں تھیں اسمیں
 فرمائیں وہ بالکل ہارجیت کی باتیں تھیں اسمیں
 حق جوئی و حق طلبی اور حشیتہ اللہ نام کو نہ نہا
 آپے ذرا بھی غور نہیں کیا کہ یہ شخص فی الواقع
 مامور و مرسل من اللہ ہے یا نہیں اس دنیا و
 اہل دنیا نے تو ایک جم غفیر انبیاء و مرسلین
 کو اسطرح رد کر دیا ہے جسسا اسوقت آپے - اگر
 فی الواقع یہ شخص مامور من اللہ تھا تب تو جتنے
 لوگوں نے اُس سے مخالفت کی آپے لئے جہنم کی
 راہ صاف کی العیاذ باللہ من ذلک " میرے اس

عکالمہ با مولوی احمد رضا خاتصاحب بریلوی

مولوی احمد رضا خان کے مکان پر معلوم ہوا کہ وہ سیر کو باہر تشریف لے گئے ہیں لیکن بہت جلد واپس آجائینگے۔ بھرکیف وہ تھوڑی ہی دیر میں واپس آگئے اور تحیت اسلام از احوال پرسی کے بعد وہ خود ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور مہرے بیٹھنے کے لئے ایک اور کرسی منگادی پھر ادھر ادھر کی بانیں ہونے لگیں۔ دہرندینوں سے جو انکی سخت مخالفت تھی اس خصوص میں بھی کچھ باتیں ہوئیں اسکے بعد میں نے اُن سے دریافت کیا کہ میرزا صاحب قادبانی کی نسبت جناب کی کیا تحقیق ہے از انکو آپ دیا سمجھتے ہیں“ اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل لمبی لمبی شروع کر دی۔

تمہید مولوی احمد رضا صاحب

ہمارے مخالف جو مدعی دین اسلام ہیں تین قسم کے ہیں اول وہ جو ضروریات دین کے منکر ہیں ہم انکے حالات کو نہیں دیکھتے بلکہ

خاطر و تواضع کے ساتھ پیش آئے اور باصرار تمام
 ایک دن اپنے پاس مقیم رکھا سبب مختار احمد
 صاحب کے پاس جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی
 کہ جناب مدتی محمد صادق صاحب کے خائسار کو
 ایک مرتبہ لکھا تھا کہ اگر مولوی احمد رضا خان
 صاحب بریلوی سے ملنا منظور ہو تو پہلے شاہجہاں پور
 کے سید مختار احمد صاحب سے انکا حال دریافت
 کر لینا پس ان سے مولوی احمد رضا خان صاحب کے
 حالات جسقدر بھی ہو سکا دریافت کر کے شاہجہاں پور
 سے بریلی کی طرف روانہ ہوا اور شام کو وہاں
 پہنچ کر سرائے میں جا آؤا دوسرے دن مکرمی مولوی
 احمد علی کو ہمراہ لیکر مولوی احمد رضا خان صاحب
 بریلوی کی ملاقات کو چل پڑا

تے آب اکر بالکل دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔“ فرمایا کہ دزر جانے کی ضرورت نہیں فقط اُنکے دعویٰ نبوت ہی کو لے لیجئے کہ کس بیباکی کیساتھ اپنے تئیں نبی کہتے ہیں اور اُنکے اجماع اب تک رہی گیت گارہے ہیں تمام امت محمدہ کے نزدیک بعد آنحضرت صلعم کے دعویٰ نبوت کفر ہے جو قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے میں نے کہا کہ میرزا صاحب نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ نبی شریعی و ظلی ہے جو میرے خیال میں جاری و جائر ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ گنجائش نہیں تو آپ دلائل دکھائیں اور سمجھائیں میں ضرور مان لوں گا۔ آپہن نے کہا کہ تمام دلائل شرعہ مطلق رافع ہوئے ہیں آپ ان سے نبوت غیر شرعی اور ظلی کا استثناء کہاں سے نکالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ استثناء کا موقع خود آپکے دلائل ہی دیتے ہیں میں بلاوجہ رحمہ ایسا نہیں کرتا چنانچہ آپ کے قوی ترین دلائل میں سے قرآن کریم کے الفاظ خاتم النبیین

انکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور یہودی
 و نصاریٰ کا سا برتاؤ اُن سے کرنے میں دوسرے
 وہ ہیں جن کو ہم گمراہ جانتے ہیں لیکن دائرہ
 اسلام سے خارج نہیں سمجھتے جیسے وہ باطلہ
 رافضی خارجی معنوی وغیرہم“ تیسرے وہ ہیں
 کہ نہ ہم انکو گمراہ جانتے ہیں اور نہ وہ ہمکو گمراہ جانتے ہیں
 بلکہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں جبے حنفی شافعی
 مالکی حنبلی میرزا صاحب قادیانی کو ہم پہلے قسم
 مخالفین میں سے سمجھتے ہیں اس لئے ہم
 انکے حالات و الہامات کو بالکل نہیں دیکھتے مگر
 مے کہا کہ آپکی اس تمہید میں کلام کرنے کی
 ضروری گنجائش ہے لیکن میں اُنمیں کلام کرنا نہیں
 چاہتا کیونکہ غرض ان سے ضروری کرئی غرض
 متعلق نہیں ہے اسوقت میں اُن سے صرف یہ
 دریافت کرنا ہوں کہ اب جو میرزا صاحب کو قسم
 اول مخالفین میں سے شمار کرتے ہیں اور انکو دائرہ
 اسلام سے بالکل خارج سمجھتے ہیں تو میرزا صاحب
 میں کون سی ایسی بات پائے ہیں جس

لائمی بعدی میں کرنے سے بخوبی گنجائش استثناء
 نبوت خیر شرعی و ظلی کے نکل آتی ہے
 کمال لائق اور شیخ اکبر فدوحات مکہ میں از امام
 شعرائی ابوالقاسم الجواهر میں اور شیخ محمد طاہر
 مجمع البحار میں اور ملا علی قاری موضوعات کبیر
 میں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد غیر شرعی
 امی کا آنا خاتم النبیین کے مذاہب نہیں ہے بہ
 آپ کے اجماع جعلی کو بھی توڑنا ہے “ میری یہ
 تقریر سند رہ بدحواس سے ہوئے از مذہبی تردید
 ہیں اور دو کچھ نہ کہہ سکے ناچار بھی کہنے
 لگے کہ آنحضرت صلعم کے بعد امداد نبوت کے
 دلائل کو کہا آپ تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں
 میں نے کہا کہ استغفر اللہ ہرگز میں دلائل قرآن و
 حدیث کو تحقیر ہی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ
 ہر ایک کے مفاد کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں آپ ثابت
 کریں کہ میرا کونسا لفظ تحقیر پر دال ہے العیاذ
 باللہ میرے خیال میں جو کوئی ایسا کرے وہ میرے
 نزدیک قابل اخراج از دائرۃ اسلام ہے تب انہیں

ہیں انہیں تو امتناعِ نذوت کا ذکر ہی نہیں اب
 لوگ ربردستی ہی ان سے آنحضرت صلعم کے بعد
 امتناعِ بدوتِ مطلعہ کے معنی نکالتے ہیں اور اس
 قریب کی کوئی نظر بھی کلامِ مسدود عرب سے
 نہیں دکھا سکتے پھر حدیثِ شریف سے جو واضح
 ترین دلیل آج کے ہاتھ میں ہے لاینبی بعدی ہے
 اور اس سے آپلوگ ربردستی نفیِ استغراق کے
 معنی نکالتے ہیں حال آنکہ حدیثوں میں اس
 قسم کی ترمیمیں کثرت سے واقع ہیں اور ہر جگہ
 نفیِ استغراقی کے معنی نہیں دیتیں مثلاً یہ
 حدیث کہ لا ایمان لمن لا امانة له والذين لمن عهد له
 یعنی جسکی امانت نہیں اسکا ایمان بھی نہیں
 ہے اور جسکا عہد و پیمان و قول قرار نہیں ہے
 اُسکا کوئی دین حق بھی نہیں ہے انہی اس
 حدیث میں نفیِ استغراقی کے معنی ہرگز نہیں
 ہیں اس لئے محققینِ شراح حدیث بھی اسمیں
 نفیِ استغراقی کے معنی نہیں کرتے بلکہ نفیِ کمال
 کے معنی کرتے ہیں اور یہ معنی حدیث

کے نکاح کے بارے میں ہے انہوں نے کہا ہاں
 اسمیں کیا شک میں نے کہا کہ اس آیت شریفہ میں
 جو کلمہ لکن حرف استدراک واقع ہوا ہے اسکی
 وجہ استدراک کیا ہے بیان فرمائیں مولیٰ صاحب نے
 کہا کہ اچھا میں پھر بتاؤںگا ابھی الفاظ خاتم النبیین
 پر غور کجائے میں نے کہا بہت اچھا - فرماتے کہ
 حملہ خاتم النبیین مقام مدح میں واقع ہے یا مقام
 ذم میں انہوں نے کہا کہ مقام مدح میں تب
 میں نے کہا کہ اب لفظ خاتم النبیین کے معنی
 بیان فرمائیں بظاہر اس جملہ میں دڑ ہی لفظ
 ہیں خاتم اور نبیین اور ظاہر ہے کہ نبیین جمع
 ہے لفظ نبی کا اب باقی رہا لفظ خاتم کے معنی
 پس فرماتے اس لفظ کے کیا معنی ہیں انہوں
 نے کہا کہ اسکے معنی ہیں مہر - میں نے کہا
 بہت خوب پس خاتم النبیین کے معنی ہوئے مہر نبیوں کا
 اب فرماتے اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا
 کہ سب نبیوں کے بعد آخری نبی میں نے کہا کہ
 آخری کس لفظ کے معنی ہوئے انہوں نے کہا جب

نے کہا کہ اگر آپ دلائل قرآن و حدیث کو عظمت کی نگاہ سے دیکھنے ہیں اور ان میں پدچیدیاں نہیں پیدا کرتے تو میں آپکو اصل بات بتا دیتا ہوں میں نے کہا بہت خوب یہی تو مبرا عن مقصد ہے آپ واضح طور پر فرماؤں پس مولیٰ صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ الدِّينِ یعنی نہیں ہے محمد باپ کسی کے مہر دین سے تمہارے لیکن رسول اللہ ہ ہے اور مہر دین کے انتہی اس آیت شریفہ میں جو لفظ خاتم الدین ہے یہ لفظ بعد آنحضرت صلعم نبی کے آئے کے نص امتداع پر عموماً قاطع ہے کوئی نبی کسی قسم کا بعد آنحضرت صام کے نہیں آسکتا اور اگر کوئی کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بدسک کافر ہے اور دائرۃ اسلام سے بالکل خارج ہے نبی میں نے کہا کہ دیا اب بددہ بھی کچھہ عرض کر سکتا ہے فرمایا کہئے پس میں نے عرض کیا کہ بددہ نو آپکو معلوم ہے کہ آیت شریفہ مذکورہ بی بی ربیب

وہ نبی ہونا انتہی اُپھونے کہا کہ دلمہ لو کے
 ماتحت کا وقوع ضروری نہیں ہے مین نے کہا
 کہ نہو ممکن الوقوع نو ہے پس اس سے بھی میدرا
 مطلب حاصل ہے کیونکہ اس قدر تو ثابت ہوا کہ
 آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے وھذا
 ہو مرامی ؟

المختصر مولوی احمد رضا خاں صاحب سے گفتگو
 کرتے کرتے بہت دیر ہو گئی تھی اور بارہ بج
 چکے تھے انشاء گفتگو میں بعض اوقات مولیٰ صاحب کا
 چہرہ زرد ہو جاتا تھا - اُنکا بہ حال دیکھ کر مولوی
 امداد علی جو میرے ساتھ تھے گھنگو ختم کرنے کے لئے
 مجھ سے اشارہ پر اشارہ کرتے جاتے تھے چونکہ وقت
 بھی بہت صرف ہو چکا تھا اسوجہ سے ناچار میں
 نے گھنگو ختم کر دی اور مولوی احمد رضا خان صاحب
 کے بعض رسالجات لیکر وہاں سے رخصت ہوا اور یہ
 فقرہ میری زبان پر تھا شعر فہمی علم بالا معلوم شد
 اور یہ بحث یہاں ختم ہو گئی - مولوی احمد رضا
 خان صاحب کے ساتھ گھنگو کے وقت اُن کے مدرسہ

ہم فتویٰ وغیرہ لکھتے ہیں تو سب سے آخر میں
 مہر کرتے ہیں میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا آپکا
 فعل بھی دلیل ہو گیا انہوں نے کہا کہ فقط میں کہا
 سب ہی تو ایسا کرتے ہیں یہ تو ایک عام
 دستور کی بات ہے میں نے کہا کہ سب کہاں ایسا
 کرتے ہیں ایک میں ہوں میں تو ایسا نہیں کرنا
 میری عادت ہے کہ دھن طرف حاشیہ پر مہر کر دینا
 ہوں اور ایسے ہی اور بھی بہت سے لوگ ہیں
 ماسوا اس کے پادشاہی عملداری سے لیکر انگریزی عملداری
 تک یہی دستور ہے کہ سرکاری کاغذوں پر سب سے
 اوپر مہر کرتے ہیں - تو کیا فقط آپکی عادت اور
 فعل کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں
 لفظ خاتم السببین نازل فرمایا ہے اسکا جواب تو رہ
 کچھ نہ دے سکے اور جب دیکھا کہ یہ بحث بہت
 مشکل ہے تب چہت حدیث لانی بعدی کی طرف
 رجوع کیا میں نے اس کے مقابل میں حدیث لعاش
 ابراہیم ر لکان نبیا پیش کر دیا یعنی آنحضرت صلعم نے
 فرمایا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو البتہ

بھی جواب دے چکی تھی اور تمام قوای جسمانی
 ضعیف ہو گئے تھے جب کچھ لکھنے کی ضرورت ہونی پڑی
 زبانیں بتاتے جانے اور اُنکے فوزند محمد یعقوب صاحب
 لکھتے جانے - کبھی ایسا بھی ہوا کہ اُنکا ایک
 بھرا منشی بھی لکھتا تھا جس کے بارے میں خود
 ہی عداوت کیا کرتے تھے کہ اندھا ”گالے بھرا بجائے“
 تیسرے دن ہم امرتسر سے دہلی کی طرف روانہ
 ہو گئے وہاں پہنچ کر جناب میر قاسم علی صاحب
 کے گھر جا آئے اور رات کو دیر تک ان سے باتیں
 ہونی رہیں صبح کے وقت ہم مطبع مجنبدائی دیکھنے
 کے لئے گئے اور وہاں سے جناب مولوی عبد الحق
 صاحب مولف تفسیر حقانی کی ملاقات کو اُن کے
 مکان کی طرف چل پڑے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ
 وہ مکان پر نشرف نہیں رکھتے بلکہ خواجہ قطب
 الدین کے مزار کی زیارت کو گئے ہیں دو گھنٹے
 کے بعد وہاں سے واپس آئیے پس ہم نے دل
 میں خیال کیا کہ انہی دنوں تک یہاں دستہ کوا
 کریں گے اس عرصہ میں حکیم اجمل خان صاحب کے

کے چند مدرسین بھی ہماری گفتگو سننے کے لئے آئے تھے اور خُش بیٹھ کر سنتے رہے لیکن کسی نے دم تک نہ مارا اور میں بھی اُنکی طرف متوجہ نہ ہوا ہماری گفتگو کے نام ہوتے ہی سب لوگ اُٹھ کر ادھر اُدھر چلے گئے۔“ میں بھی وہاں سے رخصت ہو کر اپنی جائے قیام یعنی سرائے کو واپس آنا اور کھانے سے فارغ ہو کر مولوی امداد علی ریڈنگز کے ساتھ لیکر امرہ کی طرف روانہ ہو گیا اور شام کو جناب مولوی سید محمد احسن صاحب کے مکان پر جا پہنچا۔ انہوں نے بڑی خاطر و تواضع کے ساتھ ہمیں دو دن تک ٹھہرا رکھا۔ امرہہ جاتے ہی عرصہ یہ تھی کہ مولوی محمد احسن صاحب کے بعض رسالجات میں اکثر حوالہ دے کر بارہ میں مجھے کچھ شبہات تھے۔ اور میں انکی نصیحت کرنا چاہتا تھا لیکن بوجہ کبیر سنی اور غلات کے مولوی سید محمد احسن صاحب کے حواس درست نہ تھے اس لئے عبارات مطلوبہ کذب منقولہ عنہ سے نکال نہ سکے۔ اور نکالتے کیسے انکی بصارت

[illegible]

مضبب سی سدر لہی تو میں زلفن حادہ لنگھتا ہوں
 صبر کے محو میں تو زلفن زرار کا ہوا ہے
 صاف ہم دیکھ لک نہاں رہے ان زلفن دھواں
 زلفت ہوئی خورشید کا تاباں
 اس لئے مولوی عبدالحق نے مثنوی اور دہلی
 وقت کے اردو سادہ میں یہ شعر لکھا ہے
 زلف کا ظہر مولوی عبدالحق نے لکھا ہے

ے جواب دیا کہ کفر ہے اور بڑا کفر ہے اس کے
 بعد میں نے بھی کچھ سوالات شروع کئے اور کہا کہ
 جذاب والا ظہور مہدی و نزول مسیح نے بارے میں
 آپ کی کہا تحقیق ہے مولوبصاحب نے جواب دیا
 کہ مختلف احادیث میں ظہور مہدی اور نزول
 مسیح کی خبریں آئی ہیں لیکن چونکہ یہ حدیثیں
 اخبار احاد سے ہیں اس لئے ان پر صحیحہ لغین
 کامل نہیں ہے ہاں ظنی طور پر ہم ان دونوں کی
 آمد کے قائل ہیں اگر آئے تو نبی اور اگر نہ آئے
 تو کچھ ہرج نہیں کیونکہ ہمیں مہدی و مسیح
 کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہم تو دین حق و
 شریعت غرا لیکر بیٹھے ہیں اور قرآن درم آمد
 اکملت لکم دینکم یعنی کامل کر دیا میں واسطے تمہارے
 دین تمہارا - آکھا ہے پھر ہمیں مہدی و مسیح
 کی کہا ضرورت ہے اگر کوئی مہدی بنے یا مسیح
 بنے - بنے دیجئے ہمیں انکی کچھ ضرورت نہیں
 اور یہ بھی فرمایا کہ اگر مسیح آئے گا تو دجال
 کو ہلاک کرنے کے لیئے آویگا دین و شریعت سے

مطلب کی سیر بھی کر لیں وہاں جاکر دیکھا کہ زن و مرد کے ہجوم سے گویا وہاں بازار لگا ہوا ہے یہ نظارہ ہم دیر تک دیکھتے رہے اور وہاں بیٹھے بیٹھے دیر پہر کا وقت ہو گیا چونکہ یہ وقت نا مناسب تھا - اس لئے مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر اس وقت نہ گئے اور سیدھے اپنی اقامتگاہ پر چلے آتے بعد نماز ظہر مولوی عبدالحق صاحب سے ملنے کے لئے میں پہر چلا

مکالمہ بامولوی عبدالحق صاحب مولف تفسیر حقانی

اور وہاں جاکر دیکھا کہ مولوی صاحب اپنے دیوانخانہ میں نشوونما فرما رہے ہیں اور ان کے پاس اور بھی چند آدمی موجود ہیں میں بھی سیدھا انکی نشست گاہ میں چلا گیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا انہوں نے یہی سلام کا جواب دیا اور اعزاز کے ساتھ بیٹھایا احوال پرسی کی اسلئے بعد اندھر اندھر کی بانیں ہونے لگیں - اسی عرصہ میں حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ حضرت پیر کو سجدہ کرنا اور پیر اسے سجدہ کی ممانعت کرنا شرعاً کیسا ہے مولوی صاحب

قطب الدین رح اپنے مریدوں کا سجدہ قبول کر لیا کرتے تھے جدتچہ میں ے نظام الدین اولیا رح ے ملفوظات میں دیکھا ے کہ بعض مرید آبکی چوکھٹ پر سر رکھدے تے تھے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے حضرت خواجہ نظام الدین رح سے درباقت کیا کہ یا حضرت کیا آپ اسکو جائز سمجھتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں تو آپ فرمایا کہ میں نے بارہا چاہا کہ اسکو موقوف کرا درن لیکن چونکہ میرے حضرت صاحب یعی شیخ مرید الدین شکر گنج ے دربار میں دیکھا ے اس لئے ممانعت کی جرات نہیں کرا اسبطرح شیخ ممدزہ ے ملفوظات میں بھی اکھا ے کہ مرید لوگ آکر چوکھٹ پر سر رکھدیتے تھے تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت کرا آپ اسکو جائز قرار دیتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں تو شیخ شکر گنج رح نے بھی اسبطرح فرمایا کہ میں نے بارہا چاہا کہ اسکو موقوف کرا درن لیکن چونکہ میں نے حضرت صاحب (یعنی خواجہ قطب الدین بختیار کا کی) ے دربار

اسکو کوئی تعلق نہ ہوگا - انکی بہ باتیں سنکر
 میں نے دل میں کہا کہ یہ نو عجیب ہی قسم
 کے آدمی ہیں بہر حال انکو کسی طرح لا جواب کرنا
 چاہئے آخرش کسی قدر تفکر کے بعد میں نے کہا
 جذاب ! بددہ آج ہی صبح کو ایک مربہ پہلے
 بھی جذاب کے درات کدہ پر حاضر ہوا ہا لیدن
 اسوقت معلوم ہوا تھا کہ اب خواجہ قصب الدین
 صاحب کے مزار کی طرف تشریف لیگئے تھے مولوی
 صاحب نے فرمایا جی ہاں میں قطب صاحب کے
 مزار ہی پر گیا تھا - میں نے کہا کہ بہلا یہ نو
 فرمائیں کہ آپ رہاں کیوں گئے تھے اب تو وہ شخص
 ہیں کہ مسیح و مہدی کی بھی ضرورت نہیں
 سمجھتے پھر خواجہ قطب الدین کے آپ کیوں محتاج
 ہوتے حالانکہ خواجہ قطب الدین اب کے فتری کے
 مطابق کافر ہیں - میں نے نو جذاب کی مجلس
 میں تھی کہ یہ فتری سنا کہ مربہ کا پیر
 کو سجدہ کرنا اور پیر کا مربہ کے سجدہ کو قبول
 کر لینا کفر ہے اور یہ واقعہ ہے کہ خواجہ

نے کہا کہ جناب نے ایک بات یہ بھی تو فرمائی تھی کہ مسیح اگر آئیگا تو دجال کو ہلاک کرنے کے لئے آئیگا دین و شریعت سے اسکو کچھ تعلق نہ ہوگا جناب نے تو صحیح بخاری ضرور دیکھی ہوگی اُسمین تو نزل مسیح کی یہ حدیث لکھی ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم اب فرمائیے کہ لفظ امام کیا معنی ہین ؟ اگر آپ فرمادین کہ امام کہتے ہین ایسے بڑے جبری پہلوان کو جو دجال جیسے عجیب الخلق کر ہلاک کرسکے تو فرمائیے آپکے امام ابو حنیفہ صاحب مین یہ صفت تھی یا نہیں - اگر تھی نو ثابت کیجئے ورنہ انکو آپ لوگ امام کیوں کہتے ہین اور علاوہ اسکے مسیح سے تو آپ کے خیال مین وہی مسیح اسرائیلی مراد ہین جو بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر تھے - یہہ بزرگ رسول تو بہت ہی ضعیف اور کمزور آدمی تھے کہ فقط یہودیوں کے حملہ کی تاب نہ لاسکے اور تقریباً در ہزار برس سے آسمان مین پناہ گزین ہین کہ اس اثنا مین کبھی جرأت نہ ہوئی کہ تھوڑی دیر کے لئے ایک مرتبہ پھر اس زمین پر آویں اور اسوقت تو بحکم آیۃ کریمہ

میں دیکھا ہے کہ لوگ ایسا کرنے میں اس لئے
 ممانعت ہی حرات نہیں کرتا جس اس سے ثابت
 ہوا کہ خواجه قطب الدین رح سعیدہ قبول فرمائے
 ہے اور آپ کے مدوی مذکور الصدر کے مطابق وہ
 کافر تھے۔ اور مسیح و مہدی کی فضیلت و آمد
 کی خبر احادیث صحیحہ میں آئی ہے اور خواجه
 قطب الدین کا کوئی ذکر احادیث صحیحہ میں بلکہ
 غیر صحیحہ میں بھی نہیں ہے پس آپکا مسیح و مہدی
 کا محتاج نہ ہونا اور خواجه قطب الدین کے استخوان
 بوسیدہ کا محتاج ہونا بسا عجیب ہے مالا بخفی میری
 بہ نقرب سنکر مولوی عبدالحق صاحب مہرور سے
 ہو گئے بالآخر یہی کہتے بنی کہ میں برکت حاصل
 کرنے کے لئے گیا تھا میں نے کہا کہ کیا آپ کے
 اکملت لکم دینکم میں یعنی کامل کر دیا میں نے
 واسطے تمہارے دین تمہارا برکت نہیں ہے جو اپنے
 خود قرار دادہ کافر کے استخوان بوسیدہ سے برکت
 حاصل کرنے کے لئے گئے تھے اس پر مولوبصاحب
 بہت ہی خجل ہوئے اور سر جھکا لیا۔ پھر میں

یس امی حق کے طالبو! علمای دنیا دار کا حال دیکھو
 وہ اپنی عزت و اعتبار قائم رکھنے کے لئے کس قدر
 احتیاط سے کام لیتے ہیں اور خدا کا خوف بالکل دل
 میں نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ کے مہرور و مرسل کو قبول
 نہیں کرتے بلکہ عوام کو معتقد رکھنے کے لئے حق بات
 کو بسا اوقات سمجھ کر بھی نہیں سمجھتے اور اس قصور
 کے سبب اللہ تعالیٰ نے نور معرفت ان سے سلب کر لیا
 ہے اس لئے اُسے شناخت بھی نہیں کر سکتے - یہ
 مولانا شبلی نعمانی اور مفتی عبداللہ تونسکی اور مولانا
 احمد رضا خان بریلوی اور مولانا عبدالحق صوف تفسیر
 حقانی ہندوستان میں چوٹی کے علما شمار کئے جاتے
 تھے جب انہیں کا یہ حال تھا تو انہی پر اورونکو بھی
 قیاس کرنا چاہئے اکثر خاص و عام مسلمان انہی کے انکار
 سے دھوکہ کھا کر سلسلہ حقہ احمدیہ کو قبول نہیں کرتے
 اور سمجھتے ہیں کہ ان علما کے اندر بہت سا علم ہے
 یہ حضرات کیا غلط کہتے ہیں حالانکہ اندرونہ انکا خالی
 ہوتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا -

فاعتبروا یا اولی الابصار *

و من نعمة نكسه هو في الخلق في كبره هو چكے ہونگے
ایک ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ معلوم کس مصلحت سے دنیا
میں بھیجیگا اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة مثل مشہور
کے خلاف ہوگا آمد اول میں ان سے کیا کار گزاری۔ ایسی ہوئی
تھی کہ پھر دو بارہ اللہ تعالیٰ انکو بھیجیگا ہاں اگر نزل
رستم کی کوئی روایت آپ مجھکو نکال کر دکھا سکتے تو
البتہ میں بہت ہی ممنون ہوتا کیونکہ فردوسی نے شاہنامہ
میں اُسکی کار گزاری بہت لکھی ہے۔ یہ سنکر مولوی
عبدالحق صاحب ہنسنے لگے اور انکے ساتھ جتنے اور بیوقوف
بیٹھے تھے سب کے سب نے ہسنا شروع کیا اور بات کی تھی۔
تک ذرا بھی نہ پہنچے بات یہاں تک پہنچی تھی۔
کہ مولوی عبدالحق صاحب اپنے خادم کو زور سے پکارنے
لگے کہ چائے لاؤ چائے لاؤ مولوی صاحب کو چائے پلاؤ لیکن
میں نے چائے نہیں پی اور عذر کیا کہ میرے لئے چائے
مضر ہے۔ المختصر اسی پر میری گفتگو۔ مولوی عبدالحق
صاحب کے ساتھ ختم ہوئی اور رھان سے اٹھکر ہم اپنی
اقامت گاہ میں چلے آئے۔ اور دوسرے دن پنجاب کے
طرف روانہ ہوئے۔

نہیں لیتے اس نے جواب دیا کہ یوں تو میں دن رات تکذب کرتا رہتا ہوں اسمین مجھے عذر کیا ہے لیکن بہہ لوگ اسمین پیچ در پیچ لگاتے ہیں اس لئے عین قبول نہیں کرتا - مولوی ثناء اللہ پر اس قسم کے مطالبات اسوجہ سے ہوتے ہیں کہ وہ سلسلہ احمدیہ سے اس قدر واقف ہے کہ ہر احمدی بھی اس قدر واقف نہیں ہے فقط ضد اور دنیا طلبی اور بے ایمانی کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ کو قبول نہیں کرتا اسوجہ سے اس پر اس طرح سوال کیا جاتا ہے کہ مباہلہ کے پیچ میں گرے مگر وہ بھی اس قدر شریر ہے کہ اسکو ناز جانا ہے اور مباہلہ کے پیچ میں اُے سے اپنی جان بچا کر چلنا ہے ہمیشہ سے اسکا یہی حال ہے لیکن جب اس سے مبری ملاقات ہوئی جیسے ہی اسکی نظر مجھ پر پڑی اسکا چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا نہ معلوم اسمین کیا سر ہے واللہ اعلم - بہر کیف اس نے مجھے کچھ ناشتا کرنے کی کوشش کی لیکن میں انکار کرتا رہا پہر کہا کہ کچھ فواکھات حاضر کروں اسمین میں نے یہ عذر کیا کہ آخر فواکھات میں سے آپ سیب و ناشپاتی ہی لارینگے اور اس سے میرا جی

الغرض دہلی سے روانہ ہو کر امرتسر پہنچا وہاں مولوی ثناء اللہ سے ملاقات کرنا تھا کچھ گفتگو کرنے کے شوق سے نہیں کیونکہ پیشتر سے اُس سے خط و کتابت تھی اور اسکی بہت سی تالیفات حضرت صاحب کے خلاف میں نے مدگ کر دیکھا تھا اور اسکا اخبار اہل حدیث بھی کبھی کبھی منگاتا تھا غرض اسکی شرارت کی کیفیت پہلے ہی سے مجھپر ظاہر ہو چکی تھی - اسکے ساتھ ملاقات کرنا دو غرض سے تھا ایک تو اسکی صورت و شکل دیکھنا تھا دوسرے میر قاسم علی صاحب کے دہلی سے ایک فرمایش یہ کی تھی کہ اگر مولوی ثناء اللہ سے آپکی ملاقات ہو تو ان سے دریافت فرمائیگا کہ میرے اشتہار کا جواب کیرں نہیں دینا بات یہ ہے کہ میر صاحب کے ایک اشتہار چھپوایا تھا کہ اگر مولوی ثناء اللہ اس اشتہار کے مطابق حضرت صاحب کی تکذیب کرے تو پچیس روپیہ بطور انعام کے میں اسکو درنگا لیکن مولوی ثناء اللہ اسکو قبول نہیں کرتا تھا - میں نے جب مولوی ثناء اللہ سے پوچھا کہ آپ تو مکذب میرزا صاحب کے ہیں پھر میر صاحب کے اشتہار کے مطابق کیرں تکذیب نہیں کرتے اور انعام موعود

لکھا کہ میرزا صاحب قادیانی کی تردید جس قدر میں نے
 کی تھی پنجاب و ہندوستان کے علما میں سے کسی نے
 نہیں کی - سات برس تک یہی کام کرتا رہا چنانچہ سات
 جلدیں اشاعت السنہ کی میرے پلس موجود ہیں اور
 قیمت ہریک کی تین روپیہ ہے اگر کیفیت حال دریافت
 کرنا منظور ہو - تو آپ ان سبکو منگا کر دیکھ سکتے ہیں *
 میں نے جواب الجواب اس طرح پر لکھا کہ جناب کا
 عنایت نامہ پہنچا اور خاکسار نہایت محظوظ ہوا لیکن آپ
 نے جو تحریر فرمایا ہے کہ سات برس تک آپ نے میرزا
 صاحب کیساتھ رد و قبح کی ہے اس سے مجھکو بہت ہی
 تعجب ہوا کیونکہ مرزا صاحب تو کوئی مولانا مولوی نہیں ہیں
 اور نہ کسی نامی گرامی استاد سے انہوں نے علم حاصل کیا
 ایک ایسے شخص سے اپ نے سات برس تک نہ معلوم کیا
 کیا ہمارگونکا تو قاعدہ ہے کہ جب کوئی بیجا سرکشی
 کرتا ہے تو بس ایک دو رسالے میں اسکو بند کر دیتے ہیں
 اور اور وہ ذلیل ہو جاتا ہے - پھر اور سر نہیں اٹھا سکتا
 آپ اتنے بڑے فاضل بے بدل ہو کر مرزا صاحب جیسے
 شخص سے اس قدر مدت دراز تک کیا کرتے رہے میرے

بہرا ہوا ہے کیونکہ ریل گاڑی پر بیٹھے بیٹھے اسی کا شغل رکھتا
 ہوں آخر کچھ دودھ شکر ملا کر لایا تو اس سے کچھ عذر
 کرنے کی کوئی معقول بات نہ پائی ناچار تھوڑا سا پی لیا
 اور باقی مولوی امداد علی کو جو میرے ساتھ تھے دیدبا
 المختصر اسی دن امرتسر سے بٹالہ پہنچا اور سرائے
 میں آٹرا - دوسرے دن صبح نو مولوی محمد حسین
 بٹالوی کی ملاقات ہو گیا اسکے ساتھ بھی گفتگو کرنے کے
 شوق سے نہیں گیا کیونکہ اسکے ساتھ بھی پیشتر سے میری
 خط و کتابت تھی - چنانچہ پہلی مرتبہ جو خط میں نے
 اسکو لکھا تھا - اسکا مضمون یہ تھا کہ مرزا صاحب
 قادیانی کی شہرت بہاں تک بھی پہنچی ہے مگر ہملوگ
 بہت دور رہتے ہیں اور آپ تو ماشاء اللہ عالم بھی ہیں
 زبردست اور قرب و جوار میں بھی رہتے ہیں اور ہمیشہ
 میرزا صاحب سے رد و قدح بھی ہوتی رہتی ہے پھر
 آپ سے زیادہ واقفیت میرزا صاحب کے حال سے اور کسکو
 ہوسکتی ہے *

پس اسی قدر خوشامدانہ کام پر مولوی محمد
 حسین باکل اچھل پڑے اور نہایت شہرمد کے ساتھ

چپوڑایا تھا اُسکا ایک نسخہ مجھے مطلوب تھا اور دوسرا مطلب یہ تھا کہ حضرت صاحب کی کتاب براہین احمدیہ پر انہوں نے جو ریویو ارسوت لکھا تھا جبکہ وہ حضرت صاحب کے مطیع تھے اسکا بھی ایک نسخہ مجھے مل جائے - لیکن مولوی صاحب بٹالوی نے یہ عذر کیا کہ ان دنوں کا فقط ایک ایک نسخہ ان کے پاس ہے زیادہ نہیں ہے اسلئے پڑھ کر پھر واپس کرنا ہوگا - اس کے بعد سوئیاں اور دودھ چینی مجھے اور مولوی امداد علی کو جو میرے ساتھ تھے کھلایا اور کہے لگے کہ قورمہ پلاؤ پکتا ہے ضرور کھانا کھا کر جائیگا میں نے کہا کہ جو کچھ آپ نے کھلایا یہی بہت ہے ہمیں قادیان جانا ہے دیر نہیں کرسکتے انہوں نے میرے قادیان نہ جانے کے لئے بہت کچھ حیلہ انگیز باتیں کیں مگر میں نے ایک بھی نہ مانا اور کہا کہ جب اتنی دور آگئے ہیں تو بغیر قادیان دیکھے نہ جائینگے *

ایک بات انہوں نے یہ بھی کہی کہ میرزا جو کچھ کہتا تھا اب تو وہ بھی نہ رہا پھر آپ قادیان جا کر کیا کریں گے - میں نے کہا کہ جہاں آگ ہوتی ہے آگ کے بجھے جانے پر بھی اُس کے آثار باقی رہ جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آگ تھی *

خیال میں یہ بالکل تضحیح اوقات معلوم ہوتی ہے آپ لکھتے ہیں کہ سات جلدیں استاعتہ السنہ کی آپ کے پاس موجود ہیں اور قیمت اکیس روپیہ ہے - نہ میں اس قدر روپیہ دیسکتا ہوں اور نہ مجھے اس قدر فرصت ہے کہ سات دفتروں کو پڑھوں - میں فقط اس قدر چاہتا ہوں کہ آپ بتائیں اس سات برس کے عرصہ میں آپ نے کتنے مسائل میں مرزا صاحب کو شکست دی اگر انہیں سے فقط تین مسئلے بطور نمونہ کے آپ خاکسار کو بتائیں جنہیں آپ نے بین طور پر حجت کی راہ سے مرزا صاحب کو مغلوب کی اور ہزیمت دی ہو تب خاکسار بہت ممنون احسان ہوگا اور اسی سے میں کیفیت حال سمجھ لوں گا اور سات دفتروں کے التذنی کی حاجت نہ ہوگی - میرے اس خط کا جواب مولوی محمد حسین نے باوجود بار بار تقاضا کے نہ دیا - اسی وقت سے میں نے انکی حقیقت سمجھ لی تھی *

مولوی محمد حسین کے پاس میرا جانا فقط دو مطلب کے لئے تھا ایک تو یہ مطلب تھا کہ فتویٰ تکفیر جو حضرت صاحب پر انہوں نے لکھا تھا اور بہت سے تکفیر باز مولویوں کی مہربان اُس پر ثبت کرا کر اور

حاصل ہو گیا - اور قادیان کے باشندوں کے حالات پر میں نے بھی بہت ہی غور و تدبر سے نگاہ کی بالآخر بفضل الہی اس سلسلہ کی صداقت پر مجھے شرح صدر حاصل ہو گیا اور پہر کچھہ تردد باقی نہ رہا پس مزید توقف میں نے مناسب نجانا اور ایک دن بعد نماز جمعہ میں نے مع اپنے ہمراہیوں کے حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور شکر الہی بجا لایا کہ الحمد للہ الذی ہدانا لهذا و ما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله (اعراف ۹۰ ع)

بعد اسکے جب وطن کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا تب مجھے خیال ہوا کہ وطن پہنچنے پر تو ضرور سنت اللہ کے مطابق ہماری سخت مخالفت ہوگی - اور میری دو نوکریاں ہین انک تو برہمن بڑبہ کے ہائی اسکول بی ہیڈ مولوی کا عہدہ دوسری قضا یعنی میرج رجسٹرار کے عہدہ یہ دو نوکریاں گویا میرے در پاؤں ہین اور کتے جو آدمی کو کاٹتے ہیں تو اکثر دونوں پاؤں میں سے کسی میں کاٹتے ہیں پس مخالفین جو مجھ کو ضرور پہنچا رہینگے تو انہی دونوں نوکریوں کے

المختصر — بڑی کوشش کے بعد مولوی محمد حسین سے رخصت ہوا اور چلتے وقت اس سے کئی رسالے عاریتاً لیکر آیا اور کہدیا کہ ابھی تو میں قادیان جاتا ہوں لوگتے وقت آپکی کتابیں اذشاء اللہ تعالیٰ دیکر جارنگا وہاں سے اپنی وردگاہ میں آکر کھانا کھایا پھر قادیان کی طرف روانہ ہوا اور عصر کے وقت وہاں پہنچ گیا۔ عصر کی نماز کے قبل ہی خلیفۃ اول حضرت مولانا نورالدین صاحب سے ملاقات کی اور دیکھا کہ وہ صحیح بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔ پس اسوقت کچھ مختصر سی باتیں ہوئیں اتنے میں عصر کی نماز کیلئے اذان ہوئی اور مسجد مبارک میں نماز عصر پڑھی پھر مہمان خانہ میں جہاں جگہ ملی تھی وہاں اپنے رفیق ہمراہیوں کے لئے بسترہ وغیرہ تھیک کیا *

الغرض — حضرت مولانا نورالدین صاحب سے پندرہ دن تک گفتگو ہوتی رہی مگر اسطرح نہیں جس طرح غیر احمدی مخالف مولویوں سے گفتگو ہوئی تھی بلکہ میں جن شبہات کو نوٹ کر کے لے گیا تھا انہیں باتوں کو پیش کر کے جواب حاصل کیا جس سے مجھے اطمینان کلی

کرایہ کر کے چلا تھا اور رتمم والے سے کہدیا تھا کہ جب مولوی محمد حسین کے مکان کے قریب پہنچے تو ضرور مجھے مطلع کرے جب ہم بتالہ پہنچے اور کچھہ دور آگئے تو گاڑی والے نے کہا کہ آپ لوگ جس مولوی صاحب کا مکان تلاش کرتے ہیں انکا مکان یہی ہے ۔ تب میں نے رتمم کہڑا کرایا اور مولوی محمد حسین کے سارے رسالے اپنے ہمراہی امداد علی کو دیکر کہا کہ انکو واپس دیکر جلد چلے آویں ہملوگ آگے بڑھتے ہیں ۔ اگر مولوی محمد حسین مدنی بابت پوچھے تو کہدینا کہ وہ اسٹیشن پر چلے گئے انکی طبیعت اچھی نہیں ہے کیونکہ قادیان میں انکو بخار ہو گیا تھا مولوی امداد علی نے وہاں جا کر دیکھا کہ مولوی محمد حسین مسجد میں نماز ظہر پڑھ رہے ہیں تھوڑی دیر توقف کرنے پر جب انہوں نے نماز ختم کی تب مولوی امداد علی نے کتابیں انکے حوالہ کی اور واپس آنا چاہا مگر وہ انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اور قادیان کی کچھہ باتیں پوچھنے لگے اول تو یہ پوچھا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں جس کا

ذریعہ کیونکہ اسی میں زیادہ تر انکا قابو ہے - پس بہتر ہے کہ مقام پڑیہ میں داخل ہونے کے قبل ہی میں ان دونوں نوکریوں کو چھوڑ دوں تاکہ مخالفین مجھ پر قابو نہ پاویں - یہ تجویز میں نے حضرت خلیفۃ اول کے سامنے پیش کی - آپ نے اسکو پسند نہ کیا اور فرمایا اگر آپ ایسا کریدگے تو گنہگار ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر یک انسان کے رزق کے لئے ایک نہ ایک صورت لگادی ہے اگر اپنے ہاتھ سے اسکو توڑدگے تو اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہوگا ۔ اور اپنی رزق کی صورت خود آپ کو کرنی پڑیگی اور آپ تکلیف میں پڑینگے - ہاں اگر نوکریاں آپکی از خود چلی جائیں تو اللہ تعالیٰ دوسری صورت پیدا کر دیگا کما: قیل - بیت

خدا گر بعکمت بہ بندہ درے * شاید بفضل و کرم دیگرے
الغرض حضرت مولوی صاحب کے فرماتے کے مطابق میں نے اپنی نوکریوں کو نہ چھوڑا اور یونہی حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح سے رخصت ہو کر قادیان سے بٹالہ کے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا چونکہ یکہ میں بہت تکل ہوتی ہے اس لئے ایک تہتم

تھا - پھر مولوی محمد حسین مجہد سے پرچہ لگا کہ قادیان میں آپ نے کیا دیکھا میں نے کہا کہ قادیان کوئی نمایش یا تماشا کی جگہ تو ہے نہیں ہاں بہت دنوں سے میں اس سلسلہ کے متعلق غور کر رہا تھا قادیان جا کر پندرہ دن تک رہنے اور جناب مولوی نور الدین صاحب سے بات چیت کرنے سے میرے جو شبہات تھے وہ سب دور ہو گئے اور شرح صدر حاصل ہو گیا پس میں نے بیعت کر لی ہے میرے اتنا کہنے پر مولوی محمد حسین نے اپنی جیب سے ایک قلمی فتویٰ نکالا اور پڑھ کر مجھے سنا لگا ہر چند میں نے منع کیا کہ میں اسے سنا نہیں چاہتا کہونکہ مجھے بھی فتویٰ لکھنا بہت آتا ہے یہ موم کی ناک ہوتی ہے لکھنے والا جدھر پھیرنا چاہتا ہے اودھر ہی پھرتی ہے اس پر بھی وہ نہ رکا اس فتویٰ کے عنوان پر یہ سوال لکھا ہوا تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے اتباع مسلمان ہیں یا کافر - یہ سن کر مجھے بھی کچھ غیظ آگیا اور میں اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سنائیے تو سہی آپ نے تو میرزا صاحب کے خلاف ابتدا ہی سے لکھنا شروع کیا تھا لیکن اس فتویٰ نویسی کا نتیجہ کیا ہوا یہی کہ

مولوی امداد علی نے وہی جواب دیا جو میں نے کہہ دیا تھا - پھر پوچھا کہ آپ سب احمدی ہوئے یا محمدی رہے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ احمدی ہو گئے ہیں دعا کیجیگا - یہ کہہ کر مولوی امداد علی بہ عجلت تمام چلے آئے اور ہمارے ساتھ گاڑی پر بیٹھ گئے اسکے بعد ہم اسٹیشن بتالہ پہنچے اور ظہر کی نماز ادا کی اتنے میں ایک احمدی بھائی نے کہا کہ عصر کی نماز گاڑی پر پڑھنی مشکل ہو گی بہتر ہے کہ ظہر کے ساتھ عصر کی نماز جمع کر لیجائے لہذا ہم سب احمدیوں نے جو وہاں جمع ہو گئے تم عصر کی نماز بھی پڑھ لی نماز ادا کر لینے کے بعد میں اسٹیشن پلیٹ فارم پر تہل رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ مولوی محمد حسین بتالوی در میل کا فاصلہ پاپیادہ طے کر کے آیا اور السلام علیکم کہہ کر مجھ سے کہنے لگا واہ مولوی صاحب آپ مجھ سے ملاقات تک نہ کر کے آئے میرے اسکا وہی جواب دیا جو مولوی امداد علی نے دیا تھا کیونکہ فے الواقع میری طبیعت اس در ایسی خراب تھی نہ بات کرنے کو جی نہ چاہ

شہر میں پھر گئے تو کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی انکی طرف
 نہ دیکھا یہاں تک کہ بیٹھے کی جگہ بھی نہ دی آخر اپنا
 پایجامہ ایک جگہ بچھا کر بیٹھ گئے *

المختصر ان سب باتوں ت مولوی محمد حسین کو بھی
 کچھ غیظ آگیا اور غصہ ہو کر کہنے لگا کہ میں نے
 اشاعت السنہ کی تین جلدیں جو آپکو دی تھیں وہ واپس
 کر دیجئے میں نے کہا کہ آپ نے تو وہ جلدیں مجھے
 ہبہ کر دی ہیں مولوی بقاوی نے کہا کہ میں آپکو ایسا
 نہ سمجھتا تھا میں نے کہا کہ اب تو اہل حدیث کہلاتے
 ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ الرجاء فی ہبتہ کا
 الرجاء فی قیئہ - پس جب تک آپ صحیح حدیثوں سے ہبہ سے
 رجوع کرنے کا جواز ثابت نہ کریں گے میں ہرگز کتابیں واپس نہ
 دے گا اتنے میں گاڑی آگئی اور ہم سب عجلت کے ساتھ
 گاڑی پر سرار ہو گئے اور مولوی محمد حسین اپنے
 مکان کی طرف سدھارے فی الواقع وہ موقع بھی ایسا
 نہ تھا کہ اشاعت السنہ کی وہ جلدیں اسوقت اڑھیں
 واپس کیجاتیں کیونکہ اسباب ہمارے وائل بندھے ہوئے
 تھے اور ریل گاڑی کی آمد آمد تھی اسے وقت میں

اور تماشے دکھائے بالآخر لاہور سے روانہ ہو کر ہم کاکتہ واپس
 پہونچے چونکہ کاکتہ پہنچنے کے بعد مجھے بخار آگیا تھا
 اس لئے کئی دن وہاں ٹھہرنا پڑا بعد آفاقہ کے کاکتہ سے
 روانہ ہو کر اپنے وطن برہمن پڑیہ پہونچا اور سنتہ اللہ کے مطابق
 اہل وطن مریدین و معتقدین میں مخالفت شروع ہوئی
 جس جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی وہ بیعت کر کے
 سلسلہ حقہ میں داخل ہوا جس سے تقریباً ہزار آدمی یہاں
 احمدی ہو گئے - رہا مخالفین کی مخالفت اس کی تفصیل
 بہت ہی طویل ہے جس کے لئے علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے -
 هذا ما اردنا ايرادہ فی هذا المقام و علی اللہ التوکل وبہ
 الاعتصام و صلے اللہ علی محمد سید الانام و آلہ العظام
 و صحبہ الکرام *

دو خطوط واجب الاشاعت

برادران - السلام علیکم ورحمة اللہ و بركاتہ - اس رسالہ جذبۃ الحق
 کے کچھ صفحے چھپ جانے کے بعد اس کے مصنف میرے
 والد ماجد حضرت مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب بتاریخ
 ۴ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۴ ھ جمرات کی شام کو ۹ بج کر

اور تماشے دکھائے بالآخر لاہور سے روانہ ہو کر ہم کائنات واپس
 پہونچے چونکہ کائنات پہنچنے کے بعد مجھے بخار آگیا تھا
 اس لئے کئی دن وہاں ٹھہرنا پڑا بعد آفاقہ کے کائنات سے
 روانہ ہو کر اپنے وطن برہمن بڑیہ پہونچا اور سنتہ اللہ کے مطابق
 اہل وطن مریدین و معتقدین میں مخالفت شروع ہوئی
 جس جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی وہ بیعت کرے
 سلسلہ حقہ میں داخل ہوا جس سے تقریباً ہزار آدمی یہاں
 احمدی ہو گئے - رہا مخالفین کی مخالفت اس کی تفصیل
 بہت ہی طویل ہے جس کے لئے علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے -
 هذا ما اردنا ايرادہ فی هذا المقام و علی اللہ التوکل وہ
 آلانصام و صلے اللہ علی محمد سید الانام و آلہ العظام
 و صحبہ الکرام *

دو خطوط واجب الاشاعت

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - اس رسالہ جذبۃ الحق
 کے کچھ صفحے چھپ جانے کے بعد اس کے مصنف میرے
 والد ماجد حضرت مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب بتاریخ
 ۴ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۴ ھ جمرات کی شام کو ۹ بج کر

اسباب کا کھولنا اور کتابیں نکالنا مشکل تھا - اگر ممکن
 ہوتا تو میں ضرور کتابیں واپس کر دیتا *
 الغرض بٹالہ سے روانہ ہو کر لاہور پہنچا وہاں احمدیہ بلڈنگس
 میں جا اترا ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین
 شاہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑی خاطر تواضع کی
 اور نہایت پر تکلف کھانے کھلائے وہ زمانہ خلیفہ اول کا
 تھا اور میرے قادیان میں قیام کے زمانہ میں یہ لوگ ابک
 مرتبہ قادیان بھی گئے تھے اور وہیں اُن سے روشناسی
 ہوئی تھی اسوقت یہ لوگ غیر مبائع اور علیحدہ فریق نہ
 تھے - دوسرے دن خبر پائے ہی جناب حکیم محمد حسین
 صاحب قریشی بھی آگئے انکی ملاقات سے بہت ہی
 فرحت و خرمی حاصل ہوئی کیونکہ آدمی بہت ہی عمدہ
 ہیں اور ادبی کے درجہ اولاً مجھے حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کی خبر پہنچی تھی جیسا کی اوائل رسالہ میر
 اسکا ذکر آچکا ہے میرے لاہور کے قیام تک حکیم صاحب
 اکثر ساتھ رہے - اور جب میرے پاس آئے تو کچھ
 کچھ ناشتا بقسم میٹھائی اپنے ساتھ لاتے اور ایک د
 پر تکلف دعوت بھی کی شہر لاہور کی سیر بھی کراؤ

۲۳ منت پر ۷۳ برس کی عمر میں دار فانی سے سراے جاودانی کی طرف رحلت کر کے اپنے مولیٰ سے جا ملے - انا لله وانا الیه راجعون - والد مرحوم کی وفات کے بعد جب اس رسالہ کا بقیہ حصہ چھپنے لگا تب میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ در خطوط جو حضور علیہ السلام نے میرے والد مرحوم کو لکھا تھا اور وہ اب تک محفوظ تھے شائع کر دیئے جائیں تاکہ حضور کے الفاظ بھی محفوظ ہو جائیں - اور جذاب حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا (جنکے ذریعہ والد مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر سب سے پہلے ملی تھی) وہ آخری محبت نامہ بھی چھپ جائے جو حضرت والد مرحوم کی وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل آنا تھا اور ناظرین سے درخواست ہے کہ میرے والد مرحوم کے لئے دعاء مغفرت فرما کر مشکور فرمائیں زیادہ کیا تحریر کروں والسلام *

خاکسار سید سعید احمد احمدی

منیجر بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن

مقام برہمن بڑہ ضلع تپارہ بنگال

ذمہ ہوگا - اس صورت میں ایک ماہ کے عرصہ میں آپ پوری تسلی سے سب کچھ دریافت کر سکتے ہیں اور انشراح صدر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن اپنی طرف سے ہر ایک بات سمجھا دی جاوے گی اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو مقام افسوس نہ ہوگا - اور اس صورت میں آپ اس تمام کتاب کو جس میں آپ کے اعتراضات کا جواب ہے قبل از اشاعت دیکھ سکتے ہیں میرے نزدیک یہ نہایت عمدہ طریق ہے آپ یہ خیال نہ کریں کہ مجھے خرچ آمد و رفت بھیجنے میں کچھ تکلیف ہوگی کیونکہ آپ کی تحریر میں رشد اور سعادت کی بو آتی ہے اور آپ جیسے رشید کے لئے کچھ مال خرچ کرنا موجب ثواب اور اجر آخرت ہے جواب سے ضرور مطلع فرمائیے - والسلام *

زاقم میرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

گوارہ کرلن گا آپ کے فہم اور مذاق کے مطابق جہاں تک مجھ سے
 ہو سکے گا لکھ دوں گا - آئندہ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار
 میں ہے مجھے امید تھی کہ بہ باتیں ایسی سہل اور راہ پر
 پڑی ہیں - کہ آپ تعمیری سی توجہ سے خود ہی ان کو
 حل دے سکتے تھے لیکن اس میں کوئی مصلحت الہی ہوگی
 کہ مجھ سے آپ نے جواب مانگا زیادہ خیریت ہے -
 والسلام *

خط نمبر ۲ — خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
 قادیان - گورداسپور - پنجاب

محبتی اخوید سید محمد عبدالواحد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
 السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ کا عنایت نامہ پہنچا
 دو تین ہفتہ سے پھر بیمار ہوں - اس لئے کام چھپرائی کتاب کا
 ابھی شروع نہیں کر سکا - آپ کے نئے اعتراض بھی میرے نظروں
 گزرے - خدا تعالیٰ آپ کو تسلی بخشے آمین - میں اگر ان
 اعتراضات کا جواب لکھوں تو طول بہت ہو جائے گا اور میں
 اپنی منفرد کتابوں میں انکا جواب دے چکا ہوں - میں نے
 یہ تجویز سوچی ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ ایک ماہ کی
 رخصت لے کر اس جگہ آجائیں - آمد و رفت کا تمام کرایہ میرے

আহ মদী

বাকালী দেশে এছলাম প্রচারমূলক একমাত্র মাসিক পত্র ;
গত দুই বৎসর হইতে যথা নিয়মে বাহির হইতেছে। এসলামের
সৌন্দর্য্য, পবিত্র কোরআনের মাহাত্ম্য ও হজরত মহম্মদের (দঃ)
পুণ্যকথা নিশ্চয়ই আপনার লায় ধর্ম্ম-প্রাণ ব্যক্তির প্রাণপ্রিয়
সামগ্রী ! এতদ্ব্যতীত ইহাতে এসিয়া, ইউরোপ, আফ্রিকা,
আমেরিকা ও অষ্ট্রেলিয়া প্রভৃতি দেশে মোছলেম-জাগরণ ও
এসলাম-প্রচার সংবাদ যথেষ্ট পরিমাণে সন্নিবেশিত থাকে
সবর গ্রাহক হইয়া বা গ্রাহক সংগ্রহ করিয়া অক্ষয় পুণ্য সঞ্চয়
করুন। মূল্য বাৎসরিক মাত্র দুই টাকা ; ছাত্রদের জন্য এক
টাকা মাত্র। প্রাপ্তি স্থান ;—

ম্যানেজার আহমদী কার্যালয়
২৯ এ ইসমাইল ষ্ট্রীট, পোঃ ইটালী
কলিকাতা।

